هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار
قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ [illegible] ششماہی [illegible]
قیمت فی پرچہ ۱/
[illegible] احمدی

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دار الامان مؤرخہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۸ شہادت ۱۳۱۹ھش مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۶

دار الامان کا ہفتہ

(۱) سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ (۲۶-شہادت / ۲۶-اپریل) بنصرہٖ کو ضعف کی شکایت ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے دن حضور کو درد شکم کی شکایت رہی تھی۔ باوجود ناسازیٔ طبع حضور نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ احباب حضور کی صحت کامل کے لئے دعا کریں۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۳) **ولادت باسعادت۔** ۲۶ اپریل کو صبح نو بجے کے قریب حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب فرزند اکبر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زچہ و بچہ کی صحت اچھی ہے۔ اس مبارک تقریب ولادت پر فاروق کی جملہ برادری کی طرف سے حضرت امیر المؤمنین و جملہ متعلقین خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مولودہ مسعودہ کو تمام خاندان اور سلسلہ کے لئے جملہ خیر و برکت کا ذریعہ اور ان تمام انعامات کا مورد بنائے۔ جس کا وعدہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا ہوا ہے۔ آمین۔

نذرِ عقیدت بحضور حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

(از ذوالفقار علی خاں گوہر)

نہ مانا جس نے تجھ کو پھر خدا کو اس نے کیا مانا
عدو محروم تیرے فیض صحبت سے نہ کیوں رہتے
خدا کی نصرتیں دن رات تیرے ساتھ رہتی ہیں
ترقیات تیرے عہدِ زریں کی نمایاں ہیں
فراست سے تری تیرا سنہری کارنامہ ہے
سیادت نے تری بخشا ہے ہم کو رتبۂ عالی
بنا ہے مرجعِ اہلِ خرد یہ تیرے ہی دم سے
خدا کا فضل اے فضلِ عمر تجھ سے ہے وابستہ
بہارِ بے خزاں تیری خلافت کا زمانہ ہے
عروجِ احمدیت گرچہ تقدیرِ الٰہی ہے
تری تدبیروں سے شیرازہ بندی ہے جماعت کی

زہے قسمت جنہوں نے تجھ کو سمجھا تجھ کو پہچانا
مگس کی یہ کہاں قسمت کہ پائے سوزِ پروانا
نشاں کافی ہے یہ ان کے لئے جو خود ہیں فرزانا
انہیں گر دیکھ سکتی ہے تو دیکھے چشمِ کورانا
اسے تسلیم کرتا ہے ترا ہر دشمنِ دانا
حقیقت بیں نگاہوں نے اسے سمجھا اسے جانا
ضروری جانتے ہیں غیر بھی اب تو یہاں آنا
زبانِ بحر و بر پر احمدیت کا ہے افسانا
اجاڑا جائے گا جو چاہے گا اس کا اجڑ جانا
ضروری ہے مگر احکام کا تیرے بجا لانا
تری طاعت سے وابستہ ترقیات کا پانا

نوجوانانِ جماعت

اٹھو اے نوجوانو آؤ قربانی کے میدان میں
مفادِ دنیوی پر اہلِ دنیا جان دیتے ہیں
تمہیں محمود سا سالار غازیِ حق نے بخشا ہے

دکھاؤ ہمت مردانہ اور شانِ دلیرانا
تمہارا ہو خدا ہی کے لئے جینا کہ مر جانا
فتحمندی یقینی ہے مصائب سے نہ گھبرانا

بداعمالی سے اپنی جو پھنسے جہلِ مرکب میں
سمجھ میں ان کی کب آئے گا گوہر میرا سمجھانا

جوبلی فنڈ

خلافت جوبلی کی تقریب اگرچہ رسمی طور پر جلسہ سالانہ پر منائی جا چکی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان ذمہ واریوں سے عہدہ برآ ہو چکے ہیں۔ جو بحیثیت احمدی ہونے کے ہم پر عائد ہیں۔ بلکہ اس جوبلی کا مبارک زمانہ پانے کے بعد مزید ذمہ واریاں ہم پر عاید ہوئی ہیں۔

دنیا میں کسی انعام یا خوشی کے حاصل ہو جانے کے بعد مومن کا کام ختم نہیں ہو جایا کرتا۔ بلکہ مزید انعامات و افضال کے حصول کے لئے پہلے سے بڑھ کر قربانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ خصوصاً اس جماعت کے لئے جس کو خدا تعالیٰ نے پیدا ہی اسلئے کیا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ نئی زمین اور نیا آسمان بنائے۔ بھلا اس کا کام کبھی ختم ہو سکتا ہے۔ جب تک خدا تعالیٰ کے اس منشاء کو پورا نہ کر دیا جاوے۔ اس امر کی طرف حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی چند مرتبہ جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ جوبلی کے بعد ہماری ذمہ واریاں ختم نہیں ہو گئیں۔ بلکہ پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں۔

یہ امر بہت ہی خوش کن ہے۔ اور اسی پر جس قدر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی بارگاہ الٰہی میں شکر ادا کیا جاوے۔ کم ہے۔ کہ چندہ خلافت جوبلی کی مد میں باوجود اس کے کہ جماعت بہت سے دیگر چندے ادا کر رہی تھی۔ بفضلہ تعالےٰ احباب نے دل کھول کر حصہ لیا ہے۔ اور بیشتر حصہ جماعت نے اپنے وعدوں کے مطابق خلافت جوبلی کا چندہ ادا کر دیا ہوا ہے۔ لیکن ابھی جماعت کے بعض دوستوں کے ذمہ جوبلی فنڈ کا چندہ ادا کرنا باقی ہے۔ اور بعض نے اس چندے میں حصہ نہیں لیا۔ اگر ایسے دوست شاید یہ خیال کرتے ہوں۔ کہ اب چونکہ جوبلی گزر چکی ہے۔ اب اپنے وعدوں کا ایفا کرنا ضروری نہیں۔ تو میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اور جب تک تمام دوست اپنے وعدوں کو پورا نہ کریں گے۔ ان سے مطالبہ ہوتا رہے گا۔ جو دوست جلسہ میں موجود تھے۔ انہوں نے خود حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا تھا۔ کہ اس فنڈ سے کیسا کیسا مفید اور بابرکت کام لئے جانے والا ہے۔ پس وہ احباب بہت ہی خوش قسمت ہیں۔ جنہوں نے خلافت جوبلی فنڈ میں حصہ لیا ہے۔ اور خاطر خواہ حصہ لیا ہے۔ اس لئے میں ان احباب اور دوستوں کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں جنہوں نے اس چندے کے وعدے لکھوائے ہوئے ہیں۔ اور ابھی تک ادا نہیں کئے۔ کہ ان العھد کان مسئولا کے پیش نظر جلد سے جلد ادا کر کے سرخروئی حاصل کریں۔ نیز جن دوستوں نے ابھی تک اپنی کسی معذوری کی بناء پر اس چندے میں حصہ نہ لیا ہو۔ ان کے لئے بھی جوبلی کا وقت گزر جانا روک کا موجب نہیں ہو سکتا۔ وہ اب بھی اس مبارک تحریک میں حصہ لے سکتے ہیں اور ان کو لینا چاہیئے۔ (ناظر بیت المال)

قادیان میں چند معزز مہمانوں کی تشریف آوری

قادیان ۱۲ / شہادت۔ آج ساڑھے نو بجے قبل دوپہر کی گاڑی سے جناب ملک غلام محمد صاحب چیف کنٹرولر آف ریلوے سٹورز تشریف لائے۔ سٹیشن پر آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔اے ناظر اعلیٰ جناب مولوی عبد المغنی خاں صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ جناب سید زین العابدین صاحب ناظر امور عامہ موجود تھے۔ نیز کور کے والنٹیرز حاضر تھے۔ جناب ملک صاحب نے سٹیشن سے روانہ ہو کر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ بورڈنگ تحریک جدید نور ہسپتال۔ میک ورکس۔ سٹار ہوزری ورکس۔ ہمالیہ گلاس فیکٹری۔ مدرسہ احمدیہ اور بکڈپو کا معاینہ کیا۔ پھر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ عصر کے بعد آپ طلباء مدرسہ احمدیہ کی ٹی۔ پارٹی میں شریک ہوئے۔ آپ جناب چودھری صاحب موصوف کی کوٹھی پر قیام پذیر ہیں۔

(۲) قادیان ۱۲ / شہادت۔ آج ضلع جالندھر کے محکمہ امداد باہمی کے بتیس ۳۲ اصحاب جن میں تین انسپکٹر اور انتیس ۲۹ مسلم و سکھ سب انسپکٹر تھے۔ اور جو ریفریشر کورس کے سلسلہ میں بٹالے آئے ہوئے ہیں۔ ۹½ بجے کی گاڑی سے چودھری نذیر احمد صاحب احمدی انسپکٹر کواپریٹو سوسائٹیز جالندھر کی معیت میں قادیان تشریف لائے۔ اور مختلف مقامات دیکھے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ بورڈنگ تحریک جدید۔ اور مسجد اقصیٰ سے ہوتا ہوا یہ تعلیم یافتہ قافلہ مسجد مبارک میں پہنچا۔ جہاں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ملاقات کا شرف بخشا۔ کچھ دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ اس کے بعد یہ اصحاب بہشتی مقبرہ دیکھنے گئے۔ پھر آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی کوٹھی پر گئے۔ جہاں جناب چودھری صاحب سے ملاقات کی۔ اور چند منٹ تک نہایت مؤثر رنگ میں تبلیغی گفتگو فرمائی۔ وہاں سے واپسی پر ان اصحاب نے ناشتہ کیا۔ اس موقعہ پر جناب مولوی عبد المغنی خاں صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے مؤثر پیرائے میں انہیں خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کرنے اور اس سے نیکی اور ہدایت چاہنے کی طرف توجہ دلائی۔ پھر مولوی ابو العطاء اللہ دتا صاحب جالندھری نے احمدیت کے مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے بعض اصحاب کے سوالات کے جواب دیئے۔ گیانی عباد اللہ صاحب نے سکھ اصحاب کے لئے مختصر لیکچر دیا۔ دفتر نشر و اشاعت کی طرف سے مختلف تبلیغی ٹریکٹ دیئے گئے۔ شام کی گاڑی سے یہ اصحاب واپس چلے گئے۔

(۳) قادیان ۱۴ / اپریل ۱۹۴۰ء۔ آج صبح جناب نیاز محمد خاں صاحب آئی۔سی۔ایس بذریعہ کار قادیان تشریف لائے۔ اور آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی معیت میں مرکزی ادارے دیکھے۔ آپ نے جناب چودھری صاحب کے ہاں ہی قیام کیا۔ اور پچھلے پہر بذریعہ کار واپس تشریف لے گئے۔ آپ موضع دلیل پور متصل کلانور ضلع گورداسپور کے رہنے والے ہیں۔

ان کے علاوہ مسٹر محمد یوسف صاحب ایجنٹ ناردرن انڈیا باٹا شو کمپنی دہلی معہ مسٹر جانہ باٹا شو کمپنی لاہور بذریعہ کار صبح تشریف لائے۔ اور یہاں کے انڈسٹریل ادارجات کو دیکھا۔ اور بہت خوش ہوئے ان مہمانوں نے بھی آنریبل سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے ہاں دوپہر کا کھانا کھایا۔ اور پچھلے پہر لاہور واپس چلے گئے۔

مسجد مبارک ساری کی ساری بابرکت ہے

قادیان ۲۳ / شہادت۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹ / ماہ شہادت مرزا محمد شفیع صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کی صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ کے نکاح کا اعلان مسجد مبارک میں کرتے ہوئے فرمایا۔

مجھ سے خواہش کی گئی ہے۔ کہ مسجد کے اس حصہ میں کھڑے ہو کر اعلان کروں۔ جو ابتداء میں مسجد تھی۔ اور میں نے اس خواہش کو منظور کر لیا ہے۔ لیکن اس رنگ میں یہ آخری موقعہ ہے۔ آئندہ کسی کی ایسی خواہش کو میں منظور نہیں کروں گا۔ باقی مسجد بھی اسی کا حصہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس جگہ بھی کھڑے ہوتے رہے ہیں۔ اس قسم کی باریکیاں آہستہ آہستہ بدعات پیدا کر دیا کرتی ہیں۔ آج تو میں نے یہ بات مان لی ہے۔ مگر آئندہ نہیں مانوں گا۔ کسی وقت کوئی ذوقی بات ہو۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ اس قسم کی خواہشات پیش کرنا صحیح نہیں۔ اس مسجد کے ساتھ اور بھی جو حصے ملتے جائیں گے۔ وہ بھی ویسے ہی بابرکت ہوں گے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام وسع مکانک پورا نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ آپ کے گھر میں طاعون نہیں آئے گی۔ تو کیا اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ کے گھر میں اگر وسعت ہو۔ تو اس میں آ سکتی ہے۔ یا کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسجد کا وہی حصہ بابرکت ہے۔ جو ابتداء میں تھا۔ یہ صحیح نہیں۔ اس مسجد میں جہاں بھی نماز پڑھی جائے۔ وہ بابرکت ہے۔ اسی طرح مسجد اقصیٰ اب بہت وسیع ہو گئی ہے اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کا پہلا حصہ ہی اصل مسجد اقصیٰ ہے۔ باقی نہیں۔ پس یہ ساری مسجد ہی خدا تعالےٰ کے فضل سے بابرکت ہے۔ اور جتنی یہ بڑھتی جائے گی۔ اس کی برکات ساتھ ہی ساتھ جائیں گی۔

حضور نے فرمایا۔ چونکہ میرا گلا خراب ہے۔ اس لئے میں کچھ زیادہ بیان نہیں کر سکتا۔ اور صرف اعلان نکاح

نفع مند کام پر روپیہ لگانیوالوں کے لئے نہایت عمدہ موقعہ

جو دوست اپنا روپیہ کسی نفع مند کام میں لگانا پسند فرمائیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ ان کا روپیہ بعض تجارتی کاموں میں لگوانے کا مشورہ دے سکتا ہوں۔ اور بعض ایسے مواقع بتا سکتا ہوں۔ جن میں روپیہ جائیداد کی کفالت پر قرض لیا جائے گا۔ جو ہر طرح سے محفوظ ہوگا۔ اور نفع لائے گا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ خواہشمند احباب اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں گے۔

(فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال)

تعمیر مسجد احمدیہ گلگت

سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ گلگت ایجنسی کی درخواست پر کہ انہیں تعمیر مسجد احمدیہ برائے گلگت کے جماعت کے آسودہ حال احباب سے چندہ فراہم کرنے کی اجازت دی جائے۔ انہیں مبلغ پانصد روپیہ تک فراہم کرنے کی مندرجہ ذیل شرائط کے ماتحت اجازت دی گئی ہے۔

(۱) یہ چندہ صرف آسودہ حال احباب سے فراہم کیا جائے۔

(۲) اس کا مرکزی چندوں پر کوئی اثر نہ پڑے۔

(۳) کوئی رقم بلا رسید وصول نہ کی جائے۔

(۴) آمد و خرچ کا حساب باقاعدہ رکھا جاوے۔

احباب سے امید ہے۔ کہ اس نیک کام میں شمولیت اختیار کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ (ناظر بیت المال)

کل مسٹر ویلبس کرک لینڈ آف شکاگو جو نیویارک کے اخبار "دی لائف" کے نمائندہ ہیں۔ امرتسر سے تشریف لائے۔ مختلف مقامات کو دیکھا۔ اور فوٹو لئے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی خدمت میں بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اور شام کو واپس چلے گئے۔

نوٹ:۔ بوجہ بعض ضروری مضامین کے یہ پرچہ بجائے ۱۲ کے ۱۶ صفحہ پر شائع کیا گیا ہے۔ ۴ صفحہ زائد کرنے سے ایک دن لیٹ ہو کر پرچہ نکلا ہے۔ اگلا پرچہ ۸ صفحہ کا ہوگا۔

(مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ ماہ شہادت ۱۳۱۹ ہش | نمبر ۱۶

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۴۰ء

غیر مبایعین کی مختصر تاریخ

مسئلہ خلافت اور انگریزی ترجمہ قرآن کے متعلق اہم سوالات

مصری صاحب کے دعوئ اصلاح کی حقیقت

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے ایک گذشتہ خطبہ میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ غیر مبایعین جہاں بھی ہوں۔ ان کے ناموں اور پتوں سے مرکزِ سلسلہ کو اطلاع دی جائے۔ اور خود بھی ہر جگہ ایسے سکرٹری مقرر کئے جائیں۔ جن کا کام

غیر مبایعین میں تبلیغ

اور ان کے خیالات کی اصلاح کرنا ہو۔ میری اس تحریک پر بعض جماعتوں نے اس امر کی طرف توجہ کی ہے۔ اور انہوں نے غیر مبایعین کے پتے بھجوانے شروع کردیئے ہیں۔ لیکن بعض جماعتوں نے ابھی تک

اس طرف توجہ نہیں کی

یا ممکن ہے۔ ان کی رپورٹیں میرے سامنے پیش نہ ہوئی ہوں۔ کیونکہ کچھ رپورٹیں براہ راست شاید دعوت و تبلیغ کو بھی جارہی ہیں۔ بہر حال یہ کام شروع ہوگیا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعت اپنی ذمہ واری کو سمجھتے ہوئے اس کام کو اس عمدگی کے ساتھ انجام تک پہنچائیگی۔ کہ ہمارے مخالفین کو یہ محسوس ہوجائے گا۔ کہ

حق کا مقابلہ کرنا کوئی آسان بات نہیں

ہوتی۔ اور جس طرح گذشتہ ایام میں جب کبھی ان لوگوں نے ہماری جماعت کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ہی فتح حاصل ہوئی۔ اور ہم ہی ان کے آدمیوں کو کھینچ کر لے آئے۔ اسی طرح اب بھی یہ سبق دوبارہ ان کے لئے تازہ ہوجائیگا۔ مجھے افسوس ہے کہ

ہماری جماعت کے بعض دوست

پرانے لٹریچر کو نہیں پڑھتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض باتوں کا جواب اگرچہ بارہا دیا جاچکا ہے۔ مگر وہ اس شبہ میں رہتے ہیں۔ کہ شاید ان باتوں کا جواب ابھی تک ہماری طرف سے نہیں دیا گیا۔ حالانکہ سب باتوں کا جواب پوری تفصیل کے ساتھ ہماری طرف سے دیا جاچکا ہے۔

آج اسی سلسلہ میں مَیں جماعت کے دوستوں کی راہ نمائی کے لئے انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ درحقیقت یہ اختلاف مذہبی بعد میں بنا ہے۔ پہلے یہ صرف دنیوی اختلاف تھا۔ یعنی

صدر انجمن احمدیہ کے بعض ممبروں کا خیال

تھا۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت غاصبانہ ہے۔ اور ان کا کوئی حق نہ تھا۔ کہ وہ خلافت کے عہدہ پر متمکن ہوتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح جانشین اور قائم مقام صدر انجمن احمدیہ ہے چنانچہ وہ لوگ جو اس زمانہ کے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد جو پہلا جلسہ سالانہ ہوا۔ اس میں متواتر صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں کی تقریروں میں اسی بات پر زور دیا جاتا رہا۔ کہ خدا تعالیٰ کے مامور کی مقرر کردہ جانشین اور خلیفہ صدر انجمن احمدیہ ہے اور بار بار اپنے لیکچروں میں اس کا ذکر کیا جاتا۔ غرض ۱۹۰۸ء میں دسمبر کے ایام میں جو جلسہ سالانہ ہوا۔ اور جس کا انتظام مدرسہ احمدیہ کے صحن میں کیا گیا تھا۔ اس وقت کے واقف لوگ جانتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے اس جلسہ کی تقریروں میں بڑے زور سے اس بات کو دہرایا کہ خدا تعالیٰ کے مامور کی مقرر کردہ جانشین صدر انجمن احمدیہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے مامور کی قائم مقام صدر انجمن احمدیہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے مامور کی خلیفہ صدر انجمن احمدیہ ہے۔ اور اسکی اطاعت تمام جماعت کے لئے ضروری ہے۔ حضرت مولوی صاحب ہمارے پیر ہیں۔ لیکن

خلیفہ صدر انجمن احمدیہ ہے

جس کے وہ صدر ہیں۔ لیکن ان کی یہ تقریریں اب ان کے لئے فائدہ بخش نہیں ہوسکتی تھیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد سب سے پہلے انہی لوگوں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں درخواست کی تھی۔ کہ آپ خلافت کے بوجھ کو اٹھائیں۔ اور پھر انہی لوگوں نے

یہ اعلان کیا

جو اس وقت کے اخبارات میں بھی شائع ہوا۔ کہ

”مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں۔ اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں۔ کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقی ہیں۔ اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں۔ اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُر از نورِ یقیں بودے

سے ظاہر ہے۔ کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا“ (بدر ۲ جون سنہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

اس اعلان کے بعد وہ جماعت جو صداقت کی شیدا تھی۔ جس نے بڑی بڑی قربانیوں اور اپنے رشتہ داروں کو خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑنے کے بعد ایمان کی دولت حاصل کی تھی۔ کب ان لوگوں کی باتوں سے متاثر ہوسکتی تھی۔ چنانچہ جتنا زیادہ یہ لوگ اس بات کو دہراتے۔ کہ خدا تعالیٰ کے مامور کی مقرر کردہ خلیفہ اور جانشین صدر انجمن احمدیہ ہے۔ اتنا ہی زیادہ جماعت میں جوش پیدا ہوتا چلا جاتا۔ کیونکہ وہ حیران تھی۔ کہ پہلے انہی لوگوں نے یہ کہا تھا۔ کہ

خلافت کا انتخاب الوصیت کے مطابق ہے

اور اب یہی کہہ رہے ہیں۔ کہ اصل جانشین اور خلیفہ صدر انجمن احمدیہ ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھ پہلے ہی کاٹ کر رکھ دیئے تھے۔ ممکن ہے۔ اگر انہوں نے یہ اعلان نہ کیا ہوا ہوتا۔ تو جماعت کو ان کی تقریروں کی وجہ سے ٹھوکر لگ جاتی۔ مگر چونکہ یہ لوگ خود ایک اعلان شائع کرچکے تھے۔ اسلیئے اب جو اس کے خلاف انہوں نے تقریریں کیں۔ تو لوگوں میں جوش پیدا ہوا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ ان کی اصل غرض حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو خلافت سے جواب دینا ہے۔ اور ان کی نیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی تعلیم کو جماعت میں قائم کرنا نہیں۔ بلکہ فتنہ فساد اور تفرقہ پیدا کرنا ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ انبیاء جب وفات پاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے بعد نشان کے طور پر خلافت کو قائم کیا کرتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ جس طرح اس نے نبی کی شخصی زندگی کو الہام سے شروع کیا۔ اسی طرح وہ اسکی قومی زندگی کو بھی الہام سے شروع کرے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب کوئی نبی فوت ہوتا ہے۔ تو

خدا تعالیٰ کا مخفی الہام

قوم کے دلوں کو اس زندگی کی تفصیلات کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد بھی ان لوگوں کے دل اس قدر مرعوب اور خائف ہوگئے تھے۔ کہ اس وقت یہ یقینی طور پر سمجھتے تھے۔ کہ اب کسی خلیفہ کے بغیر جماعت کا اتحاد اور اسکی ترقی ناممکن ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ یوں منہ سے ان لوگوں کا اپنے آپ کو یا صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ اور جانشین کہنا اور بات ہے۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ انجمن کے یہ ممبر جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ اور جانشین قرار دیتے تھے۔ وہ دل گردہ کہاں سے لاتے۔ جو خداوند تعالیٰ کے خلیفہ کے لئے ضروری ہے۔ منہ سے تو ہر شخص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو جی چاہے۔ دعوےٰ کرسکتا ہے۔ خواہ حقیقت اس کے اندر کوئی ہو یا نہ ہو۔ کہتے ہیں۔ کوئی شخص تھا جسے

بہادری کا بہت بڑا دعویٰ

تھا۔ ایک دفعہ اس نے اپنی بہادری کے نشان کے طور پر اپنے بازو پر شیر گودانا چاہا۔ وہ گودنے والے کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔ میرے بازو پر شیر گود دو۔ اس نے کہا۔ بہت اچھا۔ اور یہ کہہ کر اس نے سُوئی جو ماری۔ تو اسے درد ہوا۔ کہنے لگا۔ یہ کیا کرنے لگے ہو۔ اس نے کہا۔ شیر گودنے لگا ہوں۔ وہ کہنے لگا شیر کا کونسا حصہ۔ اس نے بتایا کہ دایاں کان۔ اس نے کہا۔ اگر دایاں کان نہ ہو۔ تو شیر رہتا ہے یا نہیں وہ کہنے لگا۔ رہتا کیوں نہیں۔ اس نے کہا۔ اچھا تو پھر اس دائیں کان کو چھوڑو اور آگے گود دو۔ اس نے پھر دوسرا کان بنانے کے لئے سوئی ماری۔ تو اسے پھر درد ہوا۔ اور یہ پھر چلّا کر کہنے لگا۔ اسے چھوڑو اور آگے چلو۔ اس نے اسے بھی چھوڑا۔ اس کے بعد جس کسی عضو کے بنانے کے لئے وہ سوئی مارتا۔ تو یہ شخص چلّا کر اسے منع کر دیتا۔ آخر گودنے والے نے سوئی رکھ دی۔ اور جب اس نے پوچھا۔ کہ کام کیوں نہیں کرتے۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ میں کان گودنے لگا۔ تو تم نے کہا۔ اس کو چھوڑو۔ سر گودنے لگا۔ تو تم نے کہا۔ اس کو چھوڑو۔ مُنہ گودنے لگا۔ تو تم نے کہا۔ اس کو چھوڑو۔ پیٹھ گودنے لگا۔ تو تم نے کہا۔ کہ اس کو چھوڑو۔ ٹانگیں گودنے لگا۔ تو تم نے کہا۔ اس کو چھوڑو۔ جب تمام چیزیں میں نے چھوڑتے ہی چلے جانا ہے۔ تو شیر کا باقی کیا رہ گیا۔

تو مُنہ سے دعویٰ کرنا اور بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے طاقت اور قوت کا ملنا بالکل اور بات۔ جو شخص خدا تعالیٰ کا سچا خلیفہ تھا۔ وہ تو دلیر اور بہادر تھا۔ اور ان لوگوں کا یہ حال تھا۔ کہ قدم قدم پر ان لوگوں کے دل ڈرتے تھے۔ ایک طرف انہیں یہ ڈر تھا۔ کہ جماعت میں ہمارے خلاف کوئی جوش پیدا نہ ہو جائے۔ دوسری طرف یہ ڈر تھا۔ کہ کہیں حضرت خلیفہ اول ان سے ناراض نہ ہو جائیں۔ تیسری طرف وہ اس بات سے بھی ڈرتے تھے۔ کہ کہیں اسکے نتیجہ میں یہ تو نہیں ہوگا۔ کہ نہ ہم اِدھر کے رہیں۔ نہ اُدھر کے۔ اور نہ احمدی رہیں نہ غیر احمدی۔ غرض بات بات پر ان کا دل ڈرتا تھا۔ کیونکہ ان کے دل میں خدا نہیں بول رہا تھا۔ بلکہ نفسانی خواہشات جوش مار رہی تھیں۔ اور نفسانی خواہشات حوصلے بڑھایا نہیں کرتیں۔ بلکہ حوصلوں کو پست کیا کرتی ہیں۔ گویا ان لوگوں کی جرأت اور پھر خلافت کے دعوے کی مثال ایسی ہی تھی۔ جیسے بنیا جب کسی سے لڑتا ہے۔ تو پنسیری اٹھا کر کہتا ہے۔ میں یہ مار کر تیرا سر پھوڑ دوں گا۔ مگر یہ کہنے کے ساتھ ہی دو قدم آگے بڑھے۔ دو قدم پیچھے کود کر چلا جاتا ہے۔ جس سے صاف پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ جب اس نے یہ کہا۔ کہ میں پنسیری مار کر تیرا سر پھوڑ دوں گا۔ تو اس وقت اس کا دل نہیں بول رہا تھا۔ بلکہ صرف زبان بول رہی تھی۔ ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک طرف تو کوئی یہ کہے۔ کہ میں مار کر تیرا سر پھوڑ دوں گا۔ اور دوسری طرف وہ بجائے آگے بڑھنے کے کود کر دو قدم پیچھے چلا جائے۔

اسی طرح یہ لوگ بھی ایک طرف تو یہ کہتے تھے۔ کہ ہم خلیفہ ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدر انجمن احمدیہ کو ہی اپنا جانشین قرار دیا ہے۔ اور دوسری طرف ڈرتے تھے۔ کہ خبر نہیں کہیں جماعت ناراض نہ ہو جائے۔ کہیں حضرت مولوی صاحب رضؓ ہم پر ناراضگی کا اظہار نہ کر دیں۔ کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی کوئی ایسے سامان نہ ہو جائیں۔ جو ہمیں اپنی کوششوں میں ناکام و نامراد کر دیں۔ غرض قدم قدم پر ان لوگوں کو خوف و ہراس نے گھیر رکھا تھا۔ مگر بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد ان لوگوں نے حضرت خلیفہ اول رضؓ کی بیعت کی۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ان لوگوں نے اخبارات سلسلہ میں ایک اعلان شائع کرایا۔ جس میں لکھا۔ کہ ہم نے

الوصیت کی ہدایات کے مطابق خلافت کا انتخاب

کیا ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ کی بیعت پر ابھی تھوڑے دن ہی گزرے تھے۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کے سامنے مجھ سے سوال کیا۔ کہ میاں صاحب خلافت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ میں نے کہا۔ آپ کا اس سوال سے کیا منشا ہے کہنے لگے یہی کہ

خلیفہ کے کیا اختیارات ہیں

میں نے کہا۔ خواجہ صاحب وہ دن گئے۔ اب اختیارات کے فیصلہ کا کوئی وقت نہیں۔ اختیارات کے فیصلے کا وقت وہ تھا۔ جب ہم نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ابھی بیعت نہیں کی تھی۔ مگر جب ہم نے آپ کی بیعت کر لی۔ تو اب بیعت کرنے کے بعد ہمارا کیا حق ہے۔ کہ ہم خلیفہ کے اختیارات پر بحث کریں۔ جب خلافت کا انتخاب عمل میں آگیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ کون شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانشین بننے کا اہل ہے۔ تو اس کے بعد ہمارا یہی کام ہے۔ کہ ہم آپ کی اطاعت کریں۔ یہ کام نہیں۔ کہ ہم آپ کے اختیارات پر بحث کریں۔

میرے اس جواب پر انہوں نے فوراً اپنی بات کا رخ بدل لیا۔ اور کہا۔ کہ بات تو ٹھیک ہے۔ میں نے تو یونہی عملی طور پر یہ بات دریافت کی تھی۔ اور ترکوں کی خلافت کا حوالہ دے کر کہا۔ کہ چونکہ آج کل لوگوں میں اس کے متعلق بحث شروع ہے۔ اس لئے میں نے بھی آپ سے اس کا ذکر کر دیا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ اور اس پر ہماری گفتگو ختم ہو گئی۔ لیکن بہرحال اس سے مجھ پر ان کا عندیہ ظاہر ہو گیا۔ اور میں نے سمجھ لیا۔ کہ ان لوگوں کے دلوں میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا کوئی ادب اور احترام نہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح خلافت کے اس طریق کو مٹا دیں۔ جو ہمارے سلسلہ میں جاری ہوا ہے۔

پس اصل اختلاف یہاں سے شروع ہوا۔ مگر جب انہوں نے محسوس کیا۔ کہ جماعت نے چونکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہوئی ہے۔ اور اس وجہ سے اسے بیعت سے منحرف کرنا آسان کام نہیں۔ تو انہوں نے

دوسرا قدم

یہ اٹھایا۔ کہ لوگوں میں یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ تو بڑے بزرگ انسان ہیں۔ ان سے جماعت کو کوئی خطرہ نہیں۔ ہاں اگر کل کوئی بچہ خلیفہ ہو گیا۔ تو پھر کیا ہوگا۔ اور اس بچہ سے مراد میں تھا۔ مگر مجھے اس وقت اس بات کا کوئی علم نہیں تھا۔

جماعت میں جب یہ اختلاف پیدا ہو گیا۔ کہ کچھ لوگ تو یہ کہنے لگے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقرر کردہ جانشین انجمن ہے۔ اور کچھ اس پر اعتراض کرنے لگے۔ تو میر محمد اسحاق صاحب نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

بعض سوالات

لکھ کر پیش کئے۔ جن میں خلافت کے مسئلہ پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی گئی تھی۔ مگر مجھے ان سوالات کا کوئی علم نہیں تھا۔ اسی دوران میں میں نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ ایک بہت بڑا مکان ہے۔ اور اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ تو مکمل ہے۔ اور دوسرا نامکمل۔ نامکمل حصے پر چھت پڑ رہی ہے۔ بالے رکھے ہوئے ہیں۔ مگر ابھی اینٹیں یا تختیاں رکھ کر مٹی ڈالنی باقی ہے۔ رؤیا میں میں نے دیکھا۔ کہ چھت کے ننگے حصہ پر ہم چار پانچ آدمی کھڑے ہیں۔ اور عمارت دیکھ رہے ہیں انہی میں ایک میر محمد اسحاق صاحب بھی ہیں۔ اور وہ بھی ہمارے ساتھ مل کر عمارت دیکھ رہے ہیں۔ کہ وہاں کڑیوں پر ہمیں کچھ بھوسہ پڑا ہوا دکھائی دیا۔ میر محمد اسحاق صاحب کے ہاتھ میں ایک دیاسلائی کی ڈبیہ تھی انہوں نے اس میں سے ایک دیاسلائی نکال کر کہا۔ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں اس بھُس کو جلا دوں۔ میں نے انہیں کہا۔ یہ بھوسہ جلایا تو جائیگا ہی۔ مگر ابھی وقت نہیں آیا آپ اس بھوسے کو مت جلائیں۔ کڑیاں ابھی ننگی ہیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ بھُس کے ساتھ ہی بعض کڑیوں کو بھی آگ لگ جائے۔ مگر وہ پھر کہتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس بھُس کو جلا دوں۔ میں پھر انہیں روکتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ ایسا نہ کرنا۔ اس پر وہ پھر کہنے لگے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اس بھُس کو ضرور آگ لگا دوں۔ مگر میں نے پھر انہیں روکا۔ اور یہ سمجھ کر کہ اب میر صاحب اس بھس کو آگ نہیں لگائیں گے۔ دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔ لیکن چند ہی لحظہ کے بعد مجھے کچھ شور سا معلوم ہوا۔ میں مُنہ پھیر کر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میر محمد اسحاق صاحب دیاسلائی کی تیلیاں نکال کر اسکی ڈبیہ سے جلدی جلدی رگڑتے ہیں۔ مگر وہ جلتی نہیں۔ ایک کے بعد دوسری تیلی نکال کر اسے جلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ جلد سے جلد اس پھونس کو آگ لگا دیں۔ میں یہ دیکھ کر ان کی طرف دوڑا۔ مگر میرے پہنچنے سے پہلے پہلے انہوں نے

بھوسے کو آگ لگا دی

میں یہ دیکھ کر آگ میں کود پڑا۔ اور جلدی سے اسے بجھا دیا۔ مگر اس عرصہ میں چند کڑیوں کے سرے جل گئے۔ میں نے جب یہ رؤیا دیکھا۔ تو حیران ہوا۔ کہ نہ معلوم اسکی کیا تعبیر ہے۔ ان دنوں میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بخاری پڑھا کرتا تھا۔ اور مسجد مبارک کو گلی میں سے جو سیڑھیاں چڑھتی ہیں۔ ان کے پاس ہی آپ دروازہ کے پاس مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ میں نے ایک خط لکھ کر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ جس میں لکھا۔ کہ رات میں نے یہ

عجیب خواب

دیکھا ہے۔ جو جماعت کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہے منذر۔ مجھے معلوم نہیں اسکی کیا تعبیر ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اس خواب کو پڑھتے ہی میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ خواب تو پوری ہو گئی۔ میں حیران ہوا۔ کہ خواب کس طرح پوری ہو گئی۔ چنانچہ میں نے عرض کیا۔ کہ کس طرح؟ آپ فرمانے لگے۔ میاں تمہیں معلوم ہیں۔ اور یہ کہہ کر کاغذ کی ایک سلپ پر آپ نے لکھا۔

میر محمد اسحاق نے کچھ سوالات لکھ کر دیئے ہیں۔ وہ سوال میں نے باہر جماعتوں کو بھجوا دیئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس سے

خوب آگ لگے گی

مجھے اس پر بھی کچھ معلوم نہ ہوا۔ کہ میر محمد اسحاق صاحب نے کیا سوالات کئے ہیں۔ لیکن میں نے ادب کی وجہ سے دوبارہ آپ سے دریافت نہ کیا۔ البتہ بعد میں شیخ یعقوب علی صاحب اور بعض اور دوستوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے ان سوالات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا مفہوم بتایا۔ بعد میں جب جماعتوں کی طرف سے ان کے جوابات آ گئے۔ اور بعض میں نے دیکھے۔ تو اس وقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ سوالات خلافت کے متعلق تھے۔ اور ان میں اس کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی درخواست کی گئی تھی۔ میر صاحب کے ان سوالات کی وجہ سے جو گویا بھس میں آگ لگانے کے مترادف تھے۔ جماعت میں ایک شور پیدا ہو گیا۔ اور چاروں طرف سے ان کے جوابات آنے شروع ہو گئے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انہیں یہ تو معلوم ہی ہو گیا تھا۔ کہ جماعت کو بیعت کرنے کے بعد خلافت سے پھرانا سخت مشکل ہے۔ اس لئے اب انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا۔ کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ وہی خیالات (نعوذ باللہ) حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ اور کہتے کہ الحمد للہ فتنہ ابھی ظاہر ہو گیا۔ اور سب کو معلوم ہو گیا۔ کہ ایک بچہ کو خلیفہ بنا کر بعض لوگ جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ ایسے بے نفس آدمی کے وقت میں یہ سوال پیدا ہوا۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ وہ میری ویسی ہی اطاعت کرتا ہے جیسے نبض حرکتِ قلب کی کرتی ہے۔ ایسے

بے نفس آدمی

کے زمانہ میں اس سوال کا پیدا ہو جانا بڑی بابرکت بات ہے۔ ان کے بعد ہوتا۔ تو نہ معلوم کیا فساد کھڑا ہوتا۔ گویا جماعت کو یہ یقین دلایا جانے لگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل جانشین انجمن ہی ہے۔ اور یہ کہ ان خیالات میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ بھی ان سے متفق ہیں۔ لاہور میں تو خصوصیت سے خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے مکان پر ایک جلسہ کیا۔ جس میں تمام جماعت لاہور کو بلایا گیا۔ اور لوگوں کو سمجھایا گیا۔ کہ سلسلہ پر یہ ایک ایسا نازک وقت ہے۔ کہ اگر دور اندیشی سے کام نہ لیا گیا۔ تو سلسلہ کی تباہی کا خطرہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل جانشین انجمن ہی ہے۔ اور اگر یہ بات نہ رہی۔ تو جماعت (نعوذ باللہ) تباہ ہو جائے گی۔ اور سب لوگوں سے اس بات پر دستخط لے گئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق انجمن ہی آپ کی جانشین ہے۔ اور لاہور کی جماعت نے اپنی تاثرات کی وجہ سے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے بھی یہی خیالات ہیں۔ اس پر دستخط کر دیئے۔ صرف (اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے)

حکیم محمد حسین صاحب قریشی مرحوم

نے ان کی اس بات کو بالکل رد کر دیا۔ اور کہا۔ کہ ہم تمہارے کہنے سے اس پر دستخط نہیں کر سکتے۔ یہ تمہارے خیالات ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خیالات نہیں۔ اور ہم ایسے محضر نامہ پر دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہم جب ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ اور وہ ہم سے زیادہ عالم اور زیادہ خشیت اللہ رکھنے والا ہے۔ تو جو کچھ وہ کہے گا۔ وہی ہم کریں گے۔ تمہارے خیالات کی ہم تصدیق نہیں کریں گے۔ چنانچہ ان کی دیکھا دیکھی ایک دو اور دوست بھی رک گئے۔ مگر بہر حال لاہور کی اکثر جماعت نے دستخط کر دیئے۔

آخر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک تاریخ مقرر کی۔ جس میں

بیرونی جماعتوں کے نمائندگان

کو بھی بلایا۔ اور ہدایت فرمائی۔ کہ اس دن مختلف جماعتوں کے قائم مقام قادیان میں جمع ہو جائیں۔ تا سب سے اس کے متعلق مشورہ لے لیا جائے۔ چنانچہ لوگ جمع ہوئے۔ اس دن صبح کی نماز کے وقت میں بیت الفکر کے پاس کے دالان میں نماز کے انتظار میں ٹہل رہا تھا۔ مسجد بھری ہوئی تھی۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی آمد کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ کہ میرے کان میں شیخ رحمت اللہ صاحب کی آواز آئی۔ کہ وہ مسجد میں بڑے جوش سے کہہ رہے ہیں۔ ہم کسی بچہ کی بیعت کس طرح کر لیں۔ ایک بچہ کے لئے جماعت میں فتنہ پیدا کیا جا رہا ہے۔ اور لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اسے خلیفہ بنا کر جماعت کو تباہ کر دیں۔ میں اس وقت ان حالات سے اتنا ناواقف تھا۔ کہ میں ان کا یہ فقرہ سنکر سخت حیران ہوا۔ اور میں سوچنے لگا۔ کہ یہ بچے کا ذکر کیا شروع ہو گیا ہے۔ اور وہ کونسا بچہ ہے۔ جسے لوگ خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے متعلق بھی مجھے بعد میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے ہی معلوم ہوا۔ کہ بچہ سے ان کی کیا مراد ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اس روز صبح کی نماز کے بعد میں بعض باتیں لکھ کر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ اور گفتگو کے دوران میں میں نے ذکر کیا۔ کہ خبر نہیں آج مسجد میں کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ شیخ رحمت اللہ صاحب بلند آواز سے کہہ رہے تھے۔

ایک بچہ کی ہم بیعت کس طرح کر لیں

ایک بچہ کی وجہ سے جماعت میں یہ تمام فتنہ ڈالا جا رہا ہے۔ نہ معلوم یہ بچہ کون ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ میری اس بات کو سنکر مسکرائے۔ اور فرمانے لگے۔ تمہیں معلوم نہیں۔ وہ بچہ کون ہے۔ وہ تمہیں تو ہو۔

خیر اس کے بعد میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ کے متعلق بھی میں نے ایک رویاء دیکھا تھا۔ جو حضرت خلیفہ اول رضؓ کو میں نے سنا دیا تھا۔ اور دراصل یہی رویاء بیان کرنے کے لئے میں صبح کے وقت حضرت خلیفہ اول رضؓ کے پاس گیا تھا۔

میں نے رویاء میں دیکھا۔ کہ مسجد میں جلسہ ہو رہا ہے۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تقریر فرما رہے ہیں۔ مگر آپ اس حصہٴ مسجد میں کھڑے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنوایا تھا۔ اس حصہٴ مسجد میں کھڑے نہیں ہوئے۔ جو بعد میں جماعت کے چندہ سے بنوایا گیا تھا۔ آپ تقریر مسئلہ خلافت پر فرما رہے ہیں۔ اور میں آپ کے دائیں طرف بیٹھا ہوں۔ آپ کی تقریر کے دوران میں خواب میں ہی مجھے رقت آ گئی۔ اور بعد میں کھڑے ہو کر میں نے بھی تقریر کی۔ جس کا خلاصہ قریباً اس رنگ کا تھا۔ کہ آپ پر ان لوگوں نے اعتراض کر کے آپ کو سخت دکھ دیا ہے۔ مگر آپ یقین رکھیں۔ کہ ہم نے آپ کی سچے دل سے بیعت کی ہوئی ہے۔ اور

ہم آپ کے ہمیشہ وفادار رہیں گے

پھر خواب میں ہی مجھے انصار کا وہ واقعہ یاد آ گیا جب ان میں سے ایک انصاری نے کھڑے ہو کر کہا تھا۔ کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے۔ اور بائیں بھی لڑیں گے۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ اسی رنگ میں میں بھی کہتا ہوں۔ کہ ہم آپ کے وفادار ہیں۔ اور لوگ خواہ کتنی بھی مخالفت کریں۔ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے۔ اور بائیں بھی لڑیں گے۔ اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمن آپ کے پاس اس وقت تک نہیں پہنچ سکے گا۔ جب تک وہ ہم پر حملہ کر کے پہلے ہمیں ہلاک نہ کر لے۔ قریباً اسی قسم کا مضمون تھا۔ جو رویاء میں میں نے اپنی تقریر میں بیان کیا۔ مگر عجیب بات یہ ہے۔ کہ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تقریر کرنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ تو اس وقت میرے ذہن سے یہ رویاء بالکل نکل گیا۔ اور بجائے دائیں طرف بیٹھنے کے بائیں طرف بیٹھ گیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے جب مجھے اپنے بائیں طرف بیٹھے دیکھا۔ تو فرمایا۔

میرے دائیں طرف آ بیٹھو

پھر خود ہی فرمانے لگے۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ میں نے تمہیں دائیں طرف کیوں بٹھایا ہے۔ میں نے کہا۔ مجھے تو معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں اپنی خواب یاد نہیں رہی۔ تم نے تو خود ہی خواب میں اپنے آپ کو میرے دائیں طرف دیکھا تھا۔

اس وقت تک ان لوگوں نے جماعت پر مسلسل یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ کہ میرے بعد انجمن جانشین ہو گی۔ اور یہ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی اس سے متفق ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہوا۔ کہ

انجمن کی جانشینی کا سوال

ایسے بے نفس آدمی کے زمانہ میں اٹھا۔ آج مولوی صاحب فوراً یہ فیصلہ کر دیں گے۔ کہ اصل خلیفہ انجمن ہی ہے۔ بعد میں اٹھتا۔ تو نہ معلوم کیا مشکلات پیش آتیں۔ اور اس قسم کے پروپیگنڈا سے ان کی غرض لوگوں کو یہ بتانا تھی۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ ان کے خیالات سے متفق ہیں۔

بہر حال حضرت خلیفہ اول رضؓ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے۔ کہ میں اس حصہٴ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا۔ جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ بلکہ میں اپنے پیر کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔

لوگوں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جب یہ خیالات معلوم کئے۔ تو گو جماعت کے بہت سے دوست ان کے ہم خیال بن کر آئے ہوئے تھے۔ مگر ان پر اپنی غلطی واضح ہو گئی۔ اور انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ چنانچہ جو لوگ اس جلسہ کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ وہ مجلس اس وقت ایسی ہی معلوم ہوتی تھی۔ جیسے شیعوں کے مرثیہ کی مجالس ہوتی ہیں۔ اس وقت لوگ اتنے کرب اور اتنے درد سے رو رہے تھے۔ کہ یوں معلوم ہوتا تھا

مسجد ماتم کدہ

بنی ہوئی ہے۔ اور بعض تو زمین پر لیٹ کر تڑپنے لگ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّا بھی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے۔ اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔ آپ کی اس تقریر کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ لوگوں کے دل صاف ہو گئے۔ اور ان پر واضح ہو گیا۔ کہ خلافت کی کیا اہمیت ہے۔ تقریر کے بعد آپ نے

خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب

کو کہا۔ کہ وہ دوبارہ بیعت کریں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا۔ میں ان لوگوں کے طریق کو بھی پسند نہیں کرتا۔ جنہوں نے خلافت کے قیام کی تائید میں جلسہ کیا ہے۔ اور فرمایا۔ جب ہم نے لوگوں کو جمع کیا تھا۔ تو ان کا کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حق نہ تھا۔ کہ وہ الگ جلسہ کرتے۔ ہم نے ان کو اس کام پر مقرر نہیں کیا تھا۔ پھر جبکہ مجھے خود خدا نے یہ طاقت دی ہے۔ کہ میں اس فتنہ کو مٹا سکوں۔ تو انہوں نے یہ کام خود بخود کیوں کیا۔ چنانچہ

شیخ یعقوب علی صاحب

سے جو اس جلسہ کے بانی تھے۔ انہیں بھی آپ نے فرمایا۔ کہ آپ دوبارہ بیعت کریں۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب سے دوبارہ بیعت لی گئی۔ میں نے اس وقت یہ سمجھ کر کہ یہ عام بیعت ہے۔ اپنا ہاتھ بھی بیعت کے لئے بڑھا دیا۔ مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ کو پرے کر دیا۔ اور فرمایا۔ یہ بات تمہارے متعلق نہیں۔

اس موقعہ پر دو چار سو آدمی جمع تھے۔ اور تمام لوگوں نے یہ واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ مگر ان لوگوں کی دیانت اور ایمانداری کا یہ حال ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے لبعد میں لوگوں سے بیان کیا۔ کہ ہم سے جو دوبارہ بیعت لی گئی تھی۔ یہ

بیعتِ ارشاد

تھی۔ جو پیر اس وقت لیتا ہے۔ جب وہ اپنے مرید کے اندر اعلیٰ درجہ کے روحانی کمالات دیکھتا ہے۔ گویا حضرت خلیفہ اول رضؓ نے یہ بیعت ان کی روحانی ترقی کی بنا پر خاص طور پر ان سے لی۔ اور یہ بیعت "بیعتِ ارشاد" تھی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہم سے تو بیعت ارشاد لی گئی۔ مگر جب میاں صاحب نے بھی بیعت کرنی چاہی۔ تو ان کو ہٹا دیا۔ یہ بالکل ویسی ہی بات ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ کہ کسی انگریز کا کوئی باورچی تھا۔ جو کھانا بہت خراب پکایا کرتا تھا۔ مگر وہ جہاں کہیں بیٹھتا۔ بڑیں ہانکنی شروع کر دیتا۔ اور کہتا۔ کہ میں اتنا لذیذ کھانا پکاتا ہوں۔ کہ بس یہی جی چاہتا ہے۔ کہ انسان کھائے چلا جائے۔ ایک دفعہ اس نے اپنے آقا کے لئے کھانا جو پکایا۔ تو وہ اسے سخت بدمزہ معلوم ہوا۔ اور اس نے باورچی کو کمرہ کے اندر بلا کر خوب چپتیں لگائیں۔ باورچی نے سمجھا۔ کہ اب میں باہر نکلوں گا۔ تو میری بڑی ذلت ہوگی۔ اس لئے کوئی ایسا طریق سوچنا چاہیئے۔ جس سے لوگوں کا ذہن کسی اور طرف منتقل ہو جائے۔ چنانچہ وہ باہر نکلا اور بڑے زور سے قہقہے لگانے شروع کر دیئے۔ ساتھ ہی وہ ہاتھ پر ہاتھ مارتا چلا جائے۔ لوگوں نے پوچھا۔ کیا ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ کہ آج تو کھانا اتنا لذیذ تھا۔ کہ صاحب ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ اتنا مزیدار کھانا میں نے آج تک کبھی نہیں کھایا۔ گویا انگریز نے تو اسے چپتیں لگائیں۔ اور اس نے یہ فسانہ بنا لیا۔ کہ انگریز ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا۔

اور کہتا تھا۔ آج خوب کھانا پکایا۔

یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ یہ بھی جب یہاں سے نکلے۔ تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہم سے تو بیعتِ ارشاد لی گئی تھی۔ جو پیر اپنے مرید سے اس وقت لیتا ہے۔ جب وہ

اعلیٰ درجہ کی منازل روحانی

طے کر لیتا ہے۔ اور یہ بیعت ہمیں نصیب ہوئی۔ میاں کو نصیب نہیں ہوئی۔ حالانکہ اول تو یہ بات ہی غلط ہے۔ اور ہر شخص جو واقعات کو جانتا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ بیعت ارشاد تھی۔ یا نہیں۔ لیکن اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ یہ بیعتِ ارشاد تھی۔ تو پھر یہ بیعتِ ارشاد شیخ یعقوب علی صاحب سے بھی لی گئی تھی۔ ان پر یہ لوگ کیوں ٹوٹے پڑتے تھے۔

بہرحال جلسہ ختم ہوا۔ اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مگر یہ لوگ جو حضرت خلیفہ اول رضؓ کی دوبارہ بیعت کر چکے تھے۔ اپنے دلوں میں اور زیادہ منصوبے سوچنے لگے۔ اور انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہماری اس قدر ہتک کی گئی ہے۔ کہ اب ہم قادیان میں نہیں ٹھہر سکتے۔

ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم

اس وقت ان لوگوں سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو وہ جماعت کا ایک بہت بڑا ستون سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب اس طرح گھبرائے ہوئے آئے۔ کہ گویا آسمان ٹوٹ پڑا ہے۔ اور آتے ہی سخت گھبراہٹ کی حالت میں حضرت خلیفہ اول رضؓ سے کہا۔ کہ بڑی خطرناک بات ہو گئی ہے۔ آپ جلدی کوئی فکر کریں۔ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا۔ کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا۔ مولوی محمد علی صاحب کہہ رہے ہیں۔ کہ میری یہاں سخت ہتک ہوئی ہے۔ اور میں اب قادیان میں نہیں رہ سکتا۔ آپ جلدی سے کسی طرح ان کو منوا لیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ قادیان سے چلے جائیں۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ نے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب میری طرف سے مولوی محمد علی صاحب کو جا کر کہدیں۔ کہ اگر انہوں نے کل جانا ہے۔ تو آج ہی قادیان سے تشریف لے جائیں ڈاکٹر صاحب جو سمجھتے تھے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے جانے سے نہ معلوم کیا ہو جائے گا۔ آسمان ہل جائیگا۔ یا زمین لرز جائے گی۔ انہوں نے جب یہ جواب سُنا۔ تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ میرے نزدیک تو پھر بڑا فتنہ ہوگا۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ نے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب میں نے جو کچھ کہنا تھا۔ کہہ دیا

اگر فتنہ ہوگا تو میرے لئے ہوگا

آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ آپ انہیں کہہ دیں۔ کہ وہ قادیان سے جانا چاہتے ہیں۔ تو کل کی بجائے آج ہی چلے جائیں۔ غرض اسی طرح یہ فتنہ بڑھتا چلا گیا۔ اور جب انہوں نے دیکھا۔ کہ اس طرح ہماری دال نہیں گلتی۔ تو انہوں نے غیروں میں تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ اور سمجھا۔ کہ عزت اور شہرت کے حاصل کرنے کا یہ ذریعہ زیادہ بہتر ہوگا۔ اس تبلیغ کے سلسلہ میں کہیں انہوں نے نبوت کے مسائل میں ایسا رنگ اختیار کرنا شروع کر دیا۔ جس سے غیر احمدی خوش ہو جائیں۔ کہیں کفر و اسلام کے مسئلہ میں انہوں نے

مداہنت سے کام

لینا شروع کر دیا۔ چنانچہ یہ نبوت اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل ۱۹۱۴ء کے شروع میں پیدا ہوئے ہیں۔ بلکہ ان مسائل نے اصل زور ۱۹۱۰ء و ۱۹۱۱ء میں پکڑا ہے۔ اس سے پہلے ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۹ء میں صرف

خلافت کا جھگڑا

تھا۔ کفر و اسلام اور نبوت وغیرہ کے مسائل باعث اختلاف نہیں تھے۔ اس وقت ان لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ ایک شخص کو خلیفہ مان کر اور اسکی اطاعت کا اقرار کر کے ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ اب کسی طرح اس غلطی کو مٹانا چاہیئے۔ تا جماعت دوبارہ اس کا ارتکاب نہ کرے۔ اس مسئلہ کے متعلق ایک سوال ہے۔ جو ہماری جماعت کے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہنا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ یہی لوگ جو آج کہتے ہیں۔ کہ الوصیت سے خلافت کا کہیں ثبوت نہیں ملتا۔ ان لوگوں نے

اپنے دستخطوں سے ایک اعلان

شائع کیا ہوا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت انہوں نے کیا۔ اس اعلان میں ان لوگوں نے صاف طور پر لکھا ہوا ہے۔ کہ "مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں۔ اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں۔ کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقیٰ ہیں۔ اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں۔ اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوہ حسنہ قرار فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے شعر سے

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُر از نورِ یقیں بودے

سے ظاہر ہے۔ کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

پس جماعت کے دوستوں کو ان لوگوں سے

یہ سوال کرنا چاہیئے

اور پوچھنا چاہیئے۔ کہ تم ہمیں "الوصیت" کا وہ حکم دکھاؤ۔ جس کے مطابق تم نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ اس کے جواب میں یا تو وہ یہ کہیں گے۔ کہ ہم نے جھوٹ بولا۔ اور یا کہیں گے۔ کہ الوصیت میں ایسا حکم موجود ہے۔ اور یہ دونوں صورتیں ان کے لئے کھلی شکست ہیں۔ یعنی یا تو وہ یہ کہیں گے۔ کہ ایسا حکم "الوصیت" میں موجود ہے۔ ایسی صورت میں ہم ان سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ جب الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

نظام خلافت کی تائید

کی ہے۔ تو تم اس نظام کے کیوں مخالف ہو۔ اور یا پھر یہ کہیں گے۔ کہ ہم نے اس وقت گھبرا کر اور دشمنوں کے حملہ سے ڈر کر حضرت خلیفہ اول رضؓ کی بیعت کر لی تھی۔ ہمیں معلوم تو یہی تھا۔ کہ صدر انجمن خلیفہ ہے۔ اور ہمیں یقین اسی بات کا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے مامور کی مقرر کردہ جانشین انجمن ہی ہے۔ مگر ہم نے سمجھا۔ دشمن اس وقت زور میں ہے۔ اور وہ احمدیت پر تیر چلا رہا ہے۔ بہتر یہی ہے۔ کہ ان تیروں کے آگے حضرت مولوی صاحب کو کھڑا کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ کھڑے ہو گئے۔ اور جب ہم نے دیکھا۔ کہ امن قائم ہو گیا ہے۔ تو ہم اپنا حصہ لینے کے لئے آگے آ گئے۔ جیسے قرآن کریم میں بعض لوگوں کے متعلق آتا ہے۔ کہ جب انہیں جہاد میں شامل ہونے کے لئے کہا جاتا ہے۔ تو وہ بھاگ جاتے ہیں۔ لیکن جب

مسلمانوں کو فتح

ہو جاتی ہے۔ اور وہ مالِ غنیمت لے کر میدانِ جنگ سے واپس لوٹتے ہیں۔ تو وہ بھی دوڑ کر ان کے ساتھ آملتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہم بھی تمہارے ساتھی ہیں۔ ہمیں بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ ملنا چاہیئے۔ بہرحال کوئی صورت ہو۔ ہر حال میں ان کو شکست ہی شکست ہے۔ اگر الوصیت میں خلافت کے متعلق حکم پایا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ ان لوگوں نے اپنے دستخطوں سے اعلان کیا۔ کہ پایا جاتا ہے۔ تو پھر اس حکم سے ان کا انحراف ان پر حجت قائم کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور اگر کوئی کوئی حکم نہ پائے جانے کے باوجود انہوں نے حضرت خلیفہ اول رضؓ کو آگے کر دیا۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ جب حملے کا وقت تھا۔ اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو یہ پیچھے بیٹھے رہے۔ مگر جب حملے کا وقت گزر گیا۔ اور امن قائم ہو گیا۔ تو اس وقت یہ لوگ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہ ہمیں بھی مال غنیمت میں سے حصہ ملنا چاہیئے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اسی کو عزت دیتا ہے۔ جو

قربانیوں کے میدان میں

بھی آگے سے آگے قدم بڑھاتا ہے۔ مگر ان لوگوں نے قربانیوں میں تو کوئی حصہ نہ لیا۔ اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی عزت کے حصے بخرے کرنے میں مشغول ہو گئے۔

یہ سوال ہے جو بار بار ان لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اور ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ وہ بتائیں الوصیت میں وہ کونسے الفاظ ہیں۔ جن کے مطابق حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر کے ان کی بیعت کی گئی تھی۔ اور جس کے ماتحت حضرت خلیفہ اولؓ کی اطاعت ویسی ہی ضروری تھی۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت ضروری تھی۔ کیونکہ اس اعلان میں یہ بھی درج ہے۔ کہ حضرت مولوی صاحب کا فرمان ہمارے لئے آئندہ ایسا ہی ہو گا۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہوا کرتا تھا۔ پس ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ

"الوصیت" کے ہمیں وہ الفاظ دکھلائیں

اور پھر ان سے یہ پوچھنا چاہیئے۔ کہ اب ہمیں "الوصیت" سے وہ دوسرے احکام دکھاؤ۔ جن میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول کے بعد پہلا حکم منسوخ ہو جائے گا۔

دوسری بات جو ان کے سامنے پیش کرنی چاہیئے اور جس کے متعلق ان کا دعوےٰ بھی سب سے زیادہ ہے وہ

قرآن شریف کا ترجمہ

ہے۔ اور ان لوگوں کو ہمارے مقابلہ میں سب سے زیادہ اگر کسی بات کا دعوےٰ ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ کہ مولوی محمدؐ علی صاحب نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے۔ حالانکہ قرآن کا یہ ترجمہ انجمن کے روپیہ اور ان تنخواہوں کو وصول کر کے کیا گیا ہے۔ جو سلسلہ کی طرف سے مولوی محمدؐ علی صاحب کو دی جاتی تھیں پھر سلسلہ کی طرف سے مولوی محمدؐ علی صاحب کو صرف تنخواہ ہی نہیں ملتی تھی۔ بلکہ

پہاڑ پر جانے کے اخراجات

بھی انہیں ملتے تھے۔ اور پھر تنخواہ اور پہاڑ پر جانے کے اخراجات ہی مولوی محمدؐ علی صاحب کو نہیں دیئے جاتے تھے۔ بلکہ ہزاروں روپیہ کی کتب بھی سلسلہ کی طرف سے ان کو منگا کر دی گئیں۔ تاکہ وہ ان کی مدد سے ترجمہ تیار کر سکیں۔ اور جیسا کہ اس وقت کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ ترجمہ اور قرآن کریم کے نوٹس قریباً مکمل ہو چکے تھے کیونکہ اسکی

اشاعت کے لئے چندہ کی تحریک

شروع کر دی گئی تھی۔ پس قریباً تمام کا تمام ترجمہ اور تفسیر وہی ہے۔ جو صدر انجمن احمدیہ سے کئی سال تک تنخواہیں وصول کرنے اور ہزاروں روپیہ کتب پر صرف کرانے کے بعد مولوی محمدؐ علی صاحب نے کیا۔ بعد میں سوائے اس کے کہ انہوں نے کچھ پالش کر دی ہو۔ اور کچھ نہیں کیا۔ ترجمہ اور تفسیر کا کام درحقیقت حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی ختم ہو چکا تھا۔ بعد میں صرف چند مہینے انہوں نے کام کیا ہے۔ شاید دو یا چار مہینے ورنہ اصل کام جس قدر تھا۔ وہ اس سے پہلے ختم ہو چکا تھا۔ اور چار سال تک مولوی محمدؐ علی صاحب کو اس کے عوض صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے تنخواہ ملتی رہی تھی۔ پس یہ ترجمہ صدر انجمن احمدیہ کا تھا۔ اور صدر انجمن احمدیہ ہی اسکی مالک تھی۔ مگر اب یہ ترجمہ

مولوی محمدؐ علی صاحب کی ذاتی ملکیت

بن چکا ہے۔ اور اسکی آمد میں سے نہ صرف ان کو حصہ ملتا ہے۔ بلکہ شاید انہوں نے اپنے بیوی بچوں کے حق میں بھی اسکی وصیت کر دی ہے۔ پس سوال یہ ہے۔ کہ سلسلہ کے ایک مال پر تصرف کرنے کا مولوی محمدؐ علی صاحب کو کہاں سے حق حاصل ہو گیا۔ اور یہ کہاں کا تقویٰ ہے۔ کہ ایک ترجمہ وہ صدر انجمن احمدیہ سے سالہا سال تک تنخواہ وصول کر کے کریں۔ اور پھر وہ ان کی ذاتی ملکیت بن جائے۔ وہ ہم پر ہزاروں قسم کے اعتراضات کرتے ہیں۔ وہ ہماری مخفی زندگی کے عیوب بھی تلاش کر کر کے لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ جو بات ہم پیش کر رہے ہیں۔ وہ تو بالکل کھلی اور واضح ہے۔ وہ کسی کی مخفی زندگی کے متعلق نہیں۔ بلکہ ایک ایسی بات ہے جو رجسٹروں میں آ چکی ہے۔ جو پبلک کے سامنے پیش ہو چکی ہے۔ پس وہ بتائیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ نے ترجمۂ قرآن پر اپنا جو روپیہ خرچ کیا تھا۔ اس کے متعلق مولوی محمدؐ علی صاحب کو یہ کہاں سے حق حاصل تھا۔ کہ وہ اسکو اپنی ذاتی جائیداد تصور کر لیتے۔

بعض پیغامی اس کا یہ جواب دیا کرتے ہیں۔ کہ اس روپیہ میں جو مولوی محمدؐ علی صاحب کو بطور تنخواہ ملا کرتا تھا۔ ہمارا چندہ بھی شامل تھا۔ اور اس وجہ سے ہم نے علیحدگی پر ضروری سمجھا۔ کہ اپنے چندہ کے معاوضہ کے طور پر ترجمۂ قرآن کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ کیونکہ جو روپیہ اس پر خرچ ہوا۔ اس میں ہمارا بھی حصہ تھا۔ حالانکہ اول تو اصولاً یہ بات ہی غلط ہے۔ کہ جس کے ہاتھ کوئی چیز لگے۔ وہ اس بہانہ کی آڑ لے کر اسے ہتھیا لے۔ کہ چونکہ میں بھی چندہ دیا کرتا تھا۔ اس لئے میرے لئے جائز ہے۔ کہ میں یہ چیز اپنے گھر لے جاؤں۔ لیکن اگر یہ اصول درست ہے۔ تو کیا وہ پسند کریں گے۔ کہ جو لوگ ان میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اور جو اس زمانہ میں جبکہ وہ ان کے ساتھ شامل تھے۔ انہیں سینکڑوں روپے بطور چندہ دیتے رہے ہیں۔ وہ اب ان کی انجمن کی چیزیں اٹھا کر لے آئیں۔ اور دلیل یہ دیں۔ کہ چونکہ ہم غیر مبایعین کو ایک زمانہ میں کافی چندہ دیتے رہے ہیں۔ اور ان چیزوں پر ہمارا چندہ بھی خرچ ہوا ہے۔ اسلیئے ہمیں حق حاصل ہے۔ کہ ان میں سے ہمیں جو چیز پسند آئے۔ وہ اٹھا لے جائیں۔ مثلاً لاہور میں ہی پندرہ بیس احمدی غیر مبایعین میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں۔ میں نے ایک پچھلے خطبہ میں ہی ان میں سے بعض کے نام بھی لئے تھے۔ جیسے ملک غلام محمدؐ صاحب ہیں۔ اسی طرح ملک غلام محمدؐ صاحب کے تین جوان لڑکے ان کے ساتھ شامل رہے ہیں۔ پھر ڈاکٹر غلام حیدر صاحب بھی انہی لوگوں میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو

غیر مبایعین کو کافی چندہ دیتے رہے ہیں

پس کیا یہ جائز ہو گا۔ کہ یہ لوگ غیر مبایعین کی انجمن کے دفتر میں سے چیزیں اٹھا کر لے آئیں۔ اگر وہ اسے جائز تسلیم نہیں کریں گے۔ تو ان کی یہ دلیل کیونکر معقول سمجھی جا سکتی ہے۔ کہ چونکہ اس ترجمۂ قرآن میں ہمارے چندہ کا روپیہ بھی شامل تھا۔ اسلیئے اگر ترجمہ ہم اپنے ساتھ لے آئے۔ تو کیا برا ہوا۔ مجھے یاد ہے۔ مولوی محمدؐ علی صاحب جس وقت ترجمۂ قرآن اور کئی ہزاروں روپیہ کا سامان کتب وغیرہ کی شکل میں ساتھ لے کر قادیان سے گئے۔ تو اس وقت قاضی امیر حسین صاحب مرحوم تو اس قدر جوش کی حالت میں تھے۔ کہ وہ بار بار پنجابی میں کہتے تھے۔ "نیکبختو ایہہ سلسلہ دا مال لے چلیا ہے ئی۔ پیچ کہندا ہاں اس نے پھر مڑ کے نہیں آناں"۔ اور میں انہیں جواب دیتا تھا۔ کہ قاضی صاحب اگر یہ لے جاتے ہیں۔ تو لے جانے دیں۔ آپ کو اس موقعہ پر صبر سے کام لینا چاہیئے۔ اور انہیں یہ ترجمہ اور سامان وغیرہ اپنے ساتھ لے جانے سے نہیں روکنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ہم نے کہا۔ کہ ترجمہ اور کتابیں وغیرہ اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ تو یہ ساری دنیا میں شور مچاتے پھریں گے۔ کہ انہوں نے قرآن کریم کے ترجمہ میں روک ڈالی۔ پس کتابوں اور ترجمہ وغیرہ کا کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں یہ چیزیں پھر دے دیگا۔ لیکن اس وقت اگر ہم نے ان کو روکا۔ تو یہ سارے جہان میں ہمیں یہ کہہ کر بدنام کرتے رہیں گے۔ کہ انہوں نے قرآن کے ترجمہ میں روک ڈالی۔ پھر میں نے انہیں وہ مثال دی۔ جو حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک بیوہ عورت تھی۔ مگر تھی بڑی محنتی۔ ہمیشہ چرخہ کاتتی اور چرخہ کات کات کر گذارہ کرتی۔ ایک دفعہ اس نے کئی سال تک محنت مزدوری کرنے اور تھوڑا تھوڑا روپیہ پیسہ جمع کرنے کے بعد سونے کے کنگن بنوائے۔ اور اپنے ہاتھوں میں پہن لئے۔ کچھ دنوں کے بعد اس کے مکان میں رات کے وقت کوئی چور آ گیا۔ اور اس نے اس عورت کو مار پیٹ کر اور ڈرا دھمکا کر اس کے کنگن اتار لئے۔ اور چھین کر چلا گیا۔ وہ کنگن چونکہ اس عورت نے کئی سال کی محنت و مزدوری کے بعد پیسہ پیسہ جمع کر کے بنوائے تھے۔ اس وہ چور اسے بھولتا نہیں تھا۔ اور ہر وقت آنکھوں کے سامنے اسکی شکل پھرتی رہتی تھی۔ اس کے بعد پانچ سات سال کا عرصہ اور گزر گیا۔ اور اس عورت نے پھر تھوڑا بہت جمع کر کر کے سونے کے کنگن بنوا لئے۔ ایک دن وہ اسی طرح چرخہ کات رہی تھی۔ کہ اس نے پھر اسی چور کو کہیں پاس سے گزرتے دیکھا۔ اس نے ایک لنگوٹی باندھی ہوئی تھی۔ اور کسی کام کے لئے جا رہا تھا۔ عورت نے جونہی اسے دیکھا۔ آواز دے کر اسے کہنے لگی۔ بھائی ذرا بات سن جانا۔ اس نے خیال کیا۔ کہ کہیں یہ مجھے پولیس کے سپرد نہ کرا دے۔ اس لئے اس نے تیز تیز قدم اٹھا کر وہاں سے غائب ہو جانا چاہا۔ اس پر اس عورت نے پھر اسے آواز دی۔ اور کہا بھائی۔ میں کسی سے نہیں کہتی۔ تم میری ایک بات سن جاؤ۔ چنانچہ وہ شخص آ گیا۔ عورت اپنا ہاتھ نکال کر اسے کہنے لگی۔ دیکھ لو۔ ان ہاتھوں میں تو پھر سونے کے کنگن پڑ گئے ہیں۔ اور تمہارے جسم پر کنگن چرا کر بھی لنگوٹی کی لنگوٹی ہی رہی۔ تو میں نے کہا۔ قاضی صاحب آپ گھبرائیں نہیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اور بہت کچھ دے گا

لیکن آپ سمجھ لیں۔ کہ ہم کتنے خطرناک الزام کے نیچے آ سکتے ہیں۔ اگر ہم انہیں یہ سامان لے جانے سے روک دیں۔ کل کو لوگوں میں یہ کہتے پھریں گے۔ کہ صرف دو مہینے کے لئے ترجمۂ قرآن کرنے کی خاطر میں یہ کتابیں اور سامان اپنے ساتھ لے چلا تھا۔ مگر ان لوگوں نے دو مہینہ کے لئے بھی یہ چیزیں نہ دیں۔ اور اس طرح ترجمۂ قرآن میں انہوں نے روک ڈالی۔ پس اگر ہم یہ سامان لے جانے سے انہیں روکیں گے تو ساری عمر کے لئے ہماری پیشانی پر داغ لگ جائیگا۔ اور اگر مولوی صاحب ان چیزوں کو واپس نہیں کریں گے۔ تو وہ الزام کے نیچے آ جائیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمیں اور سامان دے دیگا۔

تو قاضی صاحب کو اس موقعہ پر بڑا طیش آیا۔ مگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں نے انہیں سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا۔ لیکن بات ان کی ٹھیک نکلی۔ کہ وہ کئی ہزار روپیہ کا سامان ترجمۂ قرآن کے نام سے اپنے ساتھ لے گئے۔ پس اگر یہ اصول درست ہے۔ کہ چونکہ چندہ میں ان کا بھی حصہ تھا۔ اس لئے انہیں اس بات کا حق حاصل تھا۔ کہ وہ ترجمہ قرآن اور دوسرا سامان اپنے ساتھ لے جاتے۔ تو پھر وہ اس بات کی ہمیں بھی اجازت دے دیں۔ تا ہماری جماعت کے وہ دوست جو ان میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں۔ اور جو انہیں ایک لمبے عرصہ تک چندے دیتے رہے ہیں۔ وہ ان کی انجمن کی چیزیں اٹھا اٹھا کر لے آئیں۔ چونکہ ان چیزوں کی تیاری میں ان کے چندہ کا بھی دخل ہے۔ اور اگر وہ اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔ تو دنیا جان لے گی۔ کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے۔ وہ غلط ہے۔ اور انہیں اس بات کا قطعاً کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ کہ وہ انجمن کی کسی چیز کو اس طرح لے جاتے۔ اور اگر وہ اس بات کو جائز سمجھتے ہیں۔ تو اس کا اعلان کر دیں۔ میں ان لوگوں کی ایک لسٹ پیش کر دوں گا۔ جو ان میں سے نکل کر ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ اور کافی رقوم انہیں چندے میں دیتے رہے ہیں۔ میں ان تمام کو

ایک وفد کی صورت میں

ان کے پاس بھیجنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنی انجمن کے دروازے ان کے لئے کھول دیں۔ تاکہ وہ جس چیز کو اپنے لئے ضروری سمجھیں۔ اٹھا لیں۔ کیونکہ ان کے چندہ میں وہ بھی حصہ دار رہ چکے ہیں۔ لیکن اگر وہ اس بات کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر ان کا یہ کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ کہ چونکہ ہمارے چندے بھی قادیان میں آتے تھے۔ اسلئے ہم اپنے چندہ کے عوض ترجمہ قرآن اور دوسرا سامان لے آئے۔ پھر میں کہتا ہوں۔ ایک منٹ کے لئے اگر اس بات کو فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ اس وجہ سے سلسلہ کا ایک مال اپنے قبضہ میں کر لینا ان کے لئے جائز تھا۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ یہ مال تو سلسلہ کا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب کو اس بات کی کس نے اجازت دی۔ کہ وہ اس مال کو اپنی ذاتی جائیداد قرار دے لیں۔ مان لیا۔ کہ وہ ترجمہ قرآن اور کتب وغیرہ اس چندہ کے بدلہ میں لے گئے۔ جو شیخ رحمت اللہ صاحب دیا کرتے تھے۔ مان لیا۔ کہ وہ ترجمہ قرآن اور کتب وغیرہ اس چندہ کے بدلہ میں لے گئے۔ جو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب دیا کرتے تھے۔ مان لیا کہ وہ ترجمہ قرآن اور کتب وغیرہ اس چندہ کے بدلہ میں لے گئے۔ جو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب دیا کرتے تھے۔ ہم نے ان تمام باتوں کو تسلیم کر لیا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ دنیا کا وہ کونسا قانون ہے۔ جس کے مطابق قوم کے چندہ اور قوم کے روپیہ سے تیار ہونے والی چیز

مولوی محمد علی صاحب کی ذاتی ملکیت

بن جائے۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ ایک شخص باغ سے انگور کا ٹوکرا اٹھا کر گھر کو لئے جا رہا تھا۔ کہ باغ کے مالک کی اس پر نظر پڑ گئی۔ اور اس نے پوچھا۔ کہ تم میرے باغ سے انگور توڑ کر اور ٹوکرے میں بھر کر کس کی اجازت سے اپنے گھر لئے جا رہے ہو۔ وہ کہنے لگا پہلے میری بات سن لیجئے۔ اور پھر اگر کوئی الزام مجھ پر عائد ہو سکتا ہو۔ تو بے شک مجھ پر عائد کیجئے۔ مالک آدمی تھا شریف۔ اس نے کہا۔ بہت اچھا۔ پہلے اپنی بات سناؤ۔ وہ کہنے لگا۔ بات یہ ہے۔ کہ میں راستہ پر چلا جا رہا تھا۔ کہ ایک بگولا آیا۔ اور اس نے اڑا کر مجھے آپ کے باغ میں لا ڈالا۔ اب بتایئے۔ اس میں میرا کوئی قصور ہے۔ مالک بہت رحم دل تھا۔ اس نے کہا۔ تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں۔ بلکہ

مجھے تم سے ہمدردی ہے

وہ کہنے لگا۔ آگے سنیئے۔ اتفاق ایسا ہوا۔ کہ جہاں میں گرا۔ وہاں جا بجا انگوروں کی بیلیں لگی ہوئی تھیں۔ ایسے وقت میں آپ جانتے ہیں۔ کہ انسان اپنی جان بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارا کرتا ہے۔ میں نے بھی ہاتھ پاؤں مارے۔ اور انگوروں نے گرنا شروع کر دیا۔ بتایئے۔ اس میں میرا کوئی قصور ہے۔ وہ کہنے لگا۔ قصور کیا اگر تمہاری جان بچانے کے لئے میرا سارا باغ بھی اجڑ جاتا۔ تو مجھے اسکی کوئی پرواہ نہ ہوتی۔ پھر وہ کہنے لگا۔ کہ جب انگور گرنے لگے۔ تو نیچے ایک ٹوکرا پڑا تھا۔ انگور ایک ایک کر کے اس ٹوکرے میں اکٹھے ہو گئے۔ فرمایئے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ مالک نے کہا۔ یہ تم عجیب بات کہتے ہو۔ میں نے مانا۔ کہ بگولا تمہیں اڑا کر میرے باغ میں لے گیا۔ میں نے مانا۔ کہ تم ایسی جگہ گرے۔ جہاں انگور کی بیلیں تھیں۔ میں نے مانا۔ کہ

تم نے اپنی جان بچانے کے لئے

ہاتھ پاؤں مارے۔ تو انگور گرنے لگے۔ میں نے مانا کہ اس وقت وہاں کوئی ٹوکرا پڑا تھا۔ جس میں انگور اکٹھے ہوتے چلے گئے۔ مگر تمہیں یہ کس نے کہا تھا۔ کہ ٹوکرا سر پر اٹھا کر اپنے گھر کی طرف لے جاؤ۔ وہ کہنے لگا۔ بس یہی بات میں بھی سوچتا آ رہا تھا۔ کہ یہ کیا ہو گیا۔ تو میں نے مان لیا۔ کہ یہ لوگ چندے دیا کرتے تھے۔ میں نے مان لیا۔ کہ ان چندوں کی وجہ سے ان لوگوں کو اس بات کا حق حاصل تھا۔ کہ انجمن کی ایک چیز کو غاصبانہ طور پر اپنے ساتھ لے جائیں۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ میں وہ ترجمہ دے کر انہیں یہ کس نے کہا تھا۔ کہ وہ اسے اپنے گھر لے جائیں۔ اگر

ترجمۂ قرآن کی تمام آمد

انجمن اشاعت اسلام لاہور کے کاموں پر خرچ ہوتی۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو اس سے ایک حبہ بھی نہ ملتا۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ یہ انجمن کی چیز تھی۔ اور انجمن کے پاس ہی رہی۔ مگر وہ ترجمہ قرآن جس کے حقوق ملکیت ہمیں حاصل تھے۔ یا بطریق تنزل انجمن اشاعت اسلام لاہور کو۔ اس کے حقوق مولوی محمد علی صاحب کو کیونکر مل گئے۔ اور ان کے لئے یہ کیونکر جائز ہو گیا۔ کہ وہ اسکی آمد کو اپنے آپ پر اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کریں۔ یہ سوال ہے۔ جو غیر مبائعین کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ کہ دوسروں پر اعتراض کرنے سے تم اپنے گھر کا تو جائزہ لو۔ اور بتاؤ۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو کس طرح یہ حق حاصل تھا۔ کہ وہ ترجمہ قرآن اٹھا کر اپنے گھر لے جاتے اور پھر ساتھ ہی ان سے یہ بھی پوچھ لو۔ کہ آیا ہمیں بھی اسی بات کی اجازت حاصل ہے۔ کہ جو لوگ ہماری جماعت میں تم میں سے نکل کر شامل ہوئے ہیں۔ اور تمہیں سینکڑوں روپے بطور چندہ دیتے رہے ہیں۔ وہ تمہارا مال اٹھا لیں۔ اور کیا تم اس پر برا تو نہ مناؤ گے۔ اور کیا اسی قانون کے مطابق انہیں غیر مبائعین کی چیزیں ہتھیا لینے کا حق حاصل ہے یا نہیں۔

اسی طرح ان کے جو نئے دوست مصری صاحب پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق بھی جماعت کو بعض ضروری باتیں یاد رکھنی چاہئیں۔ مصری صاحب اب در اصل انہی کی پارٹی میں ہیں۔ گو ظاہر وہ یہ کرتے ہیں۔ کہ ان کا غیر مبائعین کے عقائد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ پیغامی لوگ بھی ان کی باتیں اپنے اخبارات کے ذریعہ خوب پھیلاتے رہتے ہیں۔ ان کے متعلق

"فاروق" میں ایک مضمون

شائع ہوا ہے۔ جو بہت ہی لطیف ہے۔ سید احمد علی صاحب مولوی فاضل اس مضمون کے لکھنے والے ہیں۔ اس میں انہوں نے دو حوالے ایسے جمع کر دیئے ہیں۔ جو بہت ہی کار آمد ہیں۔ اور جماعت کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ان حوالوں کو یاد رکھیں۔ ان میں سے ایک حوالہ میں انہوں نے غیر مبائعین کو غلطی پر قرار دیا ہے۔ اور دوسرے حوالہ میں انہوں نے ہمیں غلطی پر قرار دیا ہے۔ اب جبکہ مصری صاحب کے نزدیک ہم بھی غلطی پر ہوئے۔ اور غیر مبائعین بھی غلطی پر ہوئے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ پھر سچائی پر کون قائم ہے۔ اور وہ کونسی جماعت ہے۔ جو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح تعلیم کی حامل

ہے۔ اس صورت میں تو گویا نہ ہماری جماعت اس تعلیم پر قائم ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ اور نہ غیر مبائعین اس تعلیم پر قائم ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ صرف مصری صاحب اور ان کے بیٹے ہی باقی رہ جاتے ہیں۔ اور غالباً ان کے نزدیک وہی ہیں۔ جو سچائی پر قائم ہیں۔

پس یہ سوال بھی نہایت اہم ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ ان سے دریافت کیا جائے۔ کہ آخر وہ کونسی جماعت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قائم کر گئے تھے۔ اور جو آپ کے بتائے ہوئے صحیح راستہ پر چل رہی ہے۔ جب ایک طرف وہ ہمیں غلطی پر قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف غیر مبائعین کو غلطی پر قرار دے چکے ہیں۔ تو وہ کونسی جماعت رہ گئی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے۔ اور جس کے متعلق وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سچائی پر قائم ہے۔ یا تو وہ یہ کہیں۔ کہ اب دلائل سے انہیں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ غیر مبائعین ہی حق پر ہیں۔ اور نبوت وغیرہ مسائل کے متعلق جو عقائد وہ پہلے رکھتے تھے۔ وہ درست نہیں تھے۔ اس صورت میں بے شک وہ سوال قائم نہیں رہے گا۔ جو موجودہ حالت میں ان پر عاید ہو سکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں مومنوں کی طرح دلیری سے کام لیتے ہوئے انہیں کہہ دینا چاہیئے۔ کہ پہلے میں غلطی پر تھا۔ اب مجھے پتہ لگ گیا۔ کہ غیر مبائعین ہی حق پر ہیں۔ ہمارے متعلق تو وہ بار بار کہتے ہیں۔ کہ میں مومنانہ جرأت کی وجہ سے ان باتوں کو چھپا نہیں سکتا۔ جو میرے علم میں آئیں۔ پھر کیوں یہی مومنانہ جرأت غیر مبائعین کے متعلق ان سے ظاہر نہیں ہوتی۔

پس اگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ غیر مبائعین کے عقائد درست ہیں۔ اور وہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح تعلیم کے حامل ہیں۔ تو وہ جرأت سے کام لیتے ہوئے ایسا اعلان کر دیں۔ مگر جب تک وہ ایسا اعلان نہیں کرتے۔ یہ سوال بدستور قائم رہے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

وہ کونسی جماعت ہے

جو صحیح رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کو پورا کر رہی ہے۔ کوئی اس بات کو اچھا کہے۔ یا برا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ پیغامی کچھ نہ کچھ کام کر رہے ہیں۔ بعض علاقوں میں انہوں نے اپنے مبلغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی بھیجے ہوئے ہیں۔ لٹریچر اور کتابیں بھی شائع کرتے رہتے ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے بھی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہم ہیں۔ ہم پر بھی کوئی لاکھ اعتراض کرے۔ ہمارے کام کو اچھا کہے یا بُرا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ ہم بھی کچھ نہ کچھ کام کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنے مبلغ دنیا کے مختلف ممالک میں بھجوائے ہوئے ہیں۔ کوئی چین میں تبلیغ کر رہا ہے۔ کوئی جاپان میں تبلیغ کر رہا ہے۔ کوئی یورپ میں تبلیغ کر رہا ہے۔ کوئی امریکہ میں تبلیغ کر رہا ہے۔ اسی طرح ہم اپنا لٹریچر اور کتابیں شائع کرتے رہتے ہیں۔ یہ کام اچھا ہے۔ یا بُرا۔ اس سے قطع نظر دیکھنے والی بات یہ ہے۔ کہ اس وقت دو جماعتیں ہیں۔ اور دونوں اپنی اپنی جگہ کام کر رہی ہیں۔ مگر یہ دونوں مصری صاحب کے نزدیک غلط راہ پر ہیں۔ چنانچہ غیر مبایعین کے متعلق وہ آج سے اٹھارہ سال قبل کہہ چکے ہیں۔ کہ وہ خوارج کے گروہ کی طرح ہیں۔ اور ہمارے متعلق انہوں نے اب کہا ہے۔ کہ یہ بھی خوارج کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ پس جب دونوں جماعتیں ہی صحیح راستہ سے منحرف ہیں۔ تو اب سوال یہ ہے۔ کہ پھر دنیا میں صرف ایک ہی جماعت رہ گئی۔ جو صداقت پر قائم ہے۔ اور وہ

مصری صاحب اور ان کے بیٹے

ہیں۔ پس ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اسلام کی اشاعت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے کیا کیا۔ مصری صاحب جب سے علیحدہ ہوئے ہیں۔ ان کا سارا زور ہمارے خلاف صرف ہو رہا ہے۔ نہ وہ آریوں کے خلاف لکھتے ہیں۔ نہ وہ عیسائیوں کے خلاف لکھتے ہیں۔ نہ وہ ہندوؤں کے خلاف لکھتے ہیں۔ نہ وہ پیغامیوں کے خلاف لکھتے ہیں۔ گویا آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا (نعوذ باللہ) کوئی نام لیوا دنیا میں باقی نہیں۔ اور جو مصریوں کی شکل میں باقی ہیں۔ وہ بھی اسلام کی خدمت کا کوئی کام سرانجام نہیں دے رہے۔ مصری صاحب کہہ سکتے ہیں۔ کہ میرا یہ بھی کام ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ایک مومن کو اپنی نگاہ ہر طرف رکھنی چاہیئے۔

پس اگر انہیں ہم میں نقائص دکھائی دیتے ہیں۔ تو وہ بے شک ہم پر اعتراض کریں۔ کیونکہ میرے نزدیک اگر ہم انہیں یہ کہیں۔ کہ ہم پر اعتراض نہ کرو۔ احرار پر کرو۔ یا ہم پر اعتراض نہ کرو۔ عیسائیوں پر کرو۔ یا ہم پر اعتراض نہ کرو۔ آریوں پر کرو۔ تو یہ کسی صورت میں درست نہیں ہوگا۔ مومن کا کام ہے۔ کہ وہ ہر طرف توجہ رکھے۔ پس ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ وہ ہم پر اعتراض نہ کریں۔ بلکہ اگر وہ ہمیں غلطی پر سمجھتے ہیں۔ تو یقیناً ان کا حق ہے۔ کہ وہ ہمارے خلاف جدوجہد کریں۔ لیکن

ایک سوال

ہے۔ جس کو وہ کبھی حل نہیں کر سکتے۔ کہ کیا یہ فتنہ جو مصری صاحب کے نزدیک بڑا فتنہ ہے۔ یہ تو اس بات کا حق رکھتا ہے۔ کہ مصری صاحب اپنی تمام کوششیں اس کو مٹانے کے لئے وقف کر دیں۔ مگر وہ فتنے جنہیں خدا اور اس کے رسول نے بڑا قرار دیا ہے۔ ان کو مٹانے کے لئے مصری صاحب کے لئے کسی قسم کی جدوجہد کرنا جائز نہیں۔ کیا مصری صاحب کو کبھی آریوں کے خلاف کچھ لکھنے کی بھی توفیق ملی۔ یا عیسائیوں کے خلاف بھی انہوں نے کچھ لکھا۔ یا احرار کے متعلق ہی کبھی انہوں نے دو چار مضمون لکھے۔ انہوں نے کبھی آریوں کے خلاف کچھ نہیں لکھا۔ انہوں نے کبھی عیسائیوں اور احرار وغیرہ کے خلاف کچھ نہیں لکھا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے ان کے خلاف لکھا۔ تو ان کی جتھہ بندی ٹوٹ جائے گی۔ اور وہ مدد جو انہیں احرار اور پیغامیوں سے مل رہی ہے۔ وہ جاتی رہے گی۔ مگر کیا خدا اور رسول کا یہ حق نہیں۔ کہ جن فتنوں کو انہوں نے بڑا قرار دیا ہے۔ انہیں بڑا سمجھا جائے۔ اور کیا یہ مصری صاحب کو ہی حق حاصل ہے۔ کہ جس فتنہ کو وہ بڑا سمجھیں۔ وہ بڑا بن جائے۔ قرآن کریم نے دجالی فتنہ کو بہت بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن کریم میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ کہ قریب ہے۔ اس فتنہ سے آسمان پھٹ جائیں۔ تہ و بالا ہو جائے۔ اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ دجالی فتنہ سے بڑا فتنہ کوئی نہیں ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریوں کے فتنہ کو

بہت بڑا فتنہ

قرار دیا ہے۔ لیکن وہ کبھی آریوں کے خلاف نہیں لکھتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ اگر میں نے آریوں کے خلاف کچھ لکھا۔ تو قادیان کے آریوں سے جو مدد مجھے مل رہی ہے۔ وہ بند ہو جائے گی۔ اسی طرح وہ کبھی

عیسائیوں۔ ہندوؤں اور دوسرے مذاہب کے خلاف

نہیں لکھتے۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس غرض کے لئے دنیا میں مبعوث فرمائے گئے تھے۔ وہ آج کہیں پوری نہیں ہو رہی۔ کیونکہ مصری صاحب کے نزدیک ہم بھی گمراہ۔ اور مصری صاحب کے نزدیک غیر مبایعین بھی گمراہ۔ اور پھر خود مصری صاحب بھی گمراہ۔ کیونکہ ان کی توجہ اس کام کی طرف ہے ہی نہیں۔ جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے گئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مصری صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات کے بعد جو کچھ چھوڑا۔ وہ

گمراہی ہی گمراہی

تھی۔ جو قادیان میں بھی ظاہر ہوئی۔ جو لاہور میں بھی ظاہر ہوئی۔ اور جو مصری صاحب کے گھر میں بھی ظاہر ہوئی۔

کیا کوئی بھی معقول انسان تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا وہ مسیحؑ جس کی نوحؑ نے خبر دی۔ خدا تعالیٰ کا وہ مسیحؑ جس کی ابراہیمؑ نے خبر دی۔ خدا تعالیٰ کا وہ مسیحؑ جس کی موسیٰؑ نے خبر دی۔ خدا تعالیٰ کا وہ مسیحؑ جس کی عیسیٰؑ نے خبر دی۔ خدا تعالیٰ کا وہ مسیحؑ جس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دی۔ جس کی یاد میں ہزاروں نہیں لاکھوں ائمہ دین اور صلحاء و اولیاء دعائیں کرتے ہوئے اس جہان سے گذر گئے۔ وہ اس جہان میں آیا اور چلا گیا۔ اور سوائے گمراہی اور ضلالت کے دنیا میں کچھ چھوڑ نہیں گیا۔

پس یا تو غیر مبایعین مصری صاحب سے یہ اعلان کروا دیں۔ کہ انہوں نے پیغامیوں کے متعلق جو کچھ لکھا تھا۔ وہ صحیح نہیں تھا۔ اور یہ کہ اب انہیں غور کرنے کے بعد معلوم ہوا ہے۔ کہ پیغامی ہی حق پر ہیں۔ اس صورت میں بے شک ان کا پہلو مضبوط ہو سکتا ہے۔ اور وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس جماعت کو سچائی پر قائم کیا۔ اور جو صحیح معنوں میں آپ کی جماعت کہلا سکتی ہے۔ وہ غیر مبایعین کی ہے۔ لیکن جب تک وہ یہ اعلان نہیں کرتے۔ کہ پیغامی حق پر ہیں۔ اس وقت تک گویا ان کے نزدیک اس وقت روئے زمین پر کوئی جماعت بھی ایسی نہیں جو

صداقت اور راستی پر قائم

ہو۔ کیونکہ غیر مبایعین کی گمراہی کے متعلق ان کا پہلا عقیدہ اب تک قائم ہے۔ اور ہماری گمراہی کے متعلق ان کے موجودہ اعلانات موجود ہیں۔ اور ان کی اپنی گمراہی اس طرح ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنا سارا زور اس فتنہ کے مٹانے کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ جو ان کے نزدیک بڑا ہے۔ مگر جنہیں خدا اور اس کے رسول نے بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔ ان کے استیصال اور اسلام کی اشاعت کی طرف ان کی کوئی توجہ نہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لئے مبعوث نہیں فرمایا۔ کہ آپ کے ذریعہ پہلے ایک جماعت قائم کرے۔ اور پھر آپ کی وفات کے ساتھ ہی اس میں بگاڑ پیدا کر دے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اس کی اصلاح کے لئے کسی کو کھڑا کر دے۔ کیا دنیا میں کوئی شخص ایسا بھی ہوا کرتا ہے۔ جو مکان بنائے۔ اور پھر توڑ ڈالے۔ اور توڑنے کے بعد پھر اسے بنانا شروع کر دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض صرف یہ تھی۔ کہ آپؑ دنیا کی اصلاح کریں۔ اور یہی کام ہے۔ جو آپ کی جماعت کے سپرد ہے۔ پس جب ہم بھی گمراہ ہیں۔ جب غیر مبایعین بھی گمراہ ہیں۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح تعلیم پر صرف مصری صاحب اور ان کے بیٹے ہی قائم ہیں۔ تو کیا ان کا فرض نہیں تھا۔ کہ وہ اس تین سالہ عرصہ میں عیسائیوں کے خلاف لکھتے۔ آریوں کے خلاف لکھتے۔ مذاہب باطلہ کا رد کرتے۔ اور اسلام کی شوکت اور عظمت ان پر ظاہر کرتے۔ مگر کیا وہ بتا سکتے ہیں۔ کہ وہ اس تین سال کے عرصہ میں انہوں نے کیا اصلاح کی۔ اور کتنے آریوں اور عیسائیوں پر اتمام حجت کی۔ یا کیا وہ اب اس بات کے لئے تیار ہیں۔ کہ آریوں اور احرار وغیرہ کے خلاف لکھیں گے۔ یقیناً وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ ان کے اس

فتنہ کی بنیاد ہی آریوں اور احرار کی مدد پر

ہے۔ اور وہ جانتے ہیں۔ کہ وہ انہی کی مدد پر جی رہے ہیں۔ اگر وہ ان کے خلاف لکھیں۔ تو ان کا خدا ہی مرجائے۔ پس ان کے خلاف لکھنے کی وہ کبھی جرأت نہیں کر سکتے۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ آج دنیا میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لائی ہوئی تعلیم کے ماتحت کوئی جماعت بھی کام نہیں کر رہی۔ ہم نہیں کر رہے۔ کیونکہ مصری صاحب کے نزدیک ہم گمراہ ہیں۔ غیر مبایعین نہیں کر رہے۔ کیونکہ مصری صاحب کے نزدیک وہ بھی گمراہ ہیں۔ اور میں بتا چکا ہوں۔ کہ خود مصری صاحب بھی یہ کام نہیں کر رہے۔ پس وہ بھی گمراہ ہوئے۔ اور جب تمام کے تمام گمراہی پر قائم ہیں۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ وہ جماعت کونسی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم کی تھی۔ اور جسے آپ کی بتائی ہوئی تعلیم کے ماتحت دنیا میں کام کرنا چاہیئے تھا۔

غرض یہ وہ باتیں ہیں۔ جو جماعت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنی چاہئیں۔ اور وقتاً فوقتاً ان لوگوں کے سامنے انہیں پیش کرتے رہنا چاہیئے۔ پھر اس امر کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ

مخالف کے سوالات کا جواب

دینے سے پہلے دلائل پر پوری طرح غور کر لیا جائے۔ اور سوچ کر اور سمجھ کر اور فکر سے کام لے کر سوالات کا جواب دیا جائے۔ بعض دفعہ غور سے کام نہیں لیا جاتا۔ اور یونہی جواب دے دیا جاتا ہے۔ یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درست طریق نہیں۔ مثلاً آج کل ذریت مبشرہ کے متعلق بحث ہو رہی ہے۔ میرے نزدیک سب سے پہلی چیز یہ تھی۔ کہ لغت کے لحاظ سے اس پر بحث کی جاتی۔ اگر ہماری جماعت کے دوست لغت کے لحاظ سے اس پر بحث کرتے۔ تو اس بحث کا خاتمہ ہی ہو جاتا۔ اسی طرح بعض اور سوالات کا جواب دیتے وقت بھی میرے نزدیک پرانے لٹریچر کو نہیں پڑھا گیا۔ اسی طرح ایک اور بحث بھی ہے۔ مگر میں اس کا نام نہیں لینا چاہتا۔ تا کہ مخالف ہوشیار نہ ہو جائے۔ مگر اس کے متعلق بھی ایسے رنگ میں بحث کی جا سکتی تھی۔ کہ مخالف اپنے منہ سے آپ ہی مجرم بن جاتا۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھو۔ کہ

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں

ایک ظاہر گناہ ہوتے ہیں۔ اور ایک مخفی گناہ۔ جو گناہ کسی کے باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے متعلق شریعت نے ہمیں یہ ہدایت دے دی ہے۔ کہ ہم ان کے بارہ میں جستجو نہ کیا کریں۔ لیکن جو ظاہر گناہ ہوتے ہیں۔ وہ چونکہ ہر ایک کو دکھائی دیتے ہیں۔ اسلئے ان کے بارہ میں تجسس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب دیکھو کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ یہ نئی پارٹی جو ہمارے خلاف نکلی ہے۔ اسی طرح جو پیغامی ہمارے خلاف مضامین لکھتے رہتے ہیں۔

ان میں سے اکثر ڈاڑھی منڈے

ہوتے ہیں۔ اب بتاؤ کیا اللہ اور اس کے رسول کی حمایت کا جوش انہی لوگوں میں زیادہ ہؤا کرتا ہے۔ جو شریعت کی اس طرح کھلے طور پر ہتک کرنے والے ہوں۔ وہ اصلاح کا دعویٰ کرتے ہوئے اٹھے ہیں۔ مگر ان کے اپنے بیٹے اور رشتہ دار اور دوسرے قریبی سب ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں وہ ہمارے خلاف جب لکھنے پر اترتے ہیں۔ تو وہ ہمارے ان گناہوں کے متعلق بھی لکھ جاتے ہیں۔ جو مخفی ہوتے ہیں۔ اور جن کے متعلق شریعت الٰہیہ یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ ان کا ذکر کریں۔ مگر کیا انہوں نے اپنا منہ کبھی شیشہ میں نہیں دیکھا۔ اور کیا مصلح ایسے ہی ہؤا کرتے ہیں۔ ممکن ہے۔ وہ کہہ دیں۔ کہ ہم نے کبھی شیشہ استعمال نہیں کیا۔ مگر خدا نے ان کو آنکھیں تو دی ہیں۔ وہ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ ان کے اپنے بیٹوں اور بھتیجوں اور دوسرے رشتہ داروں کی کیا صورت ہے۔ اور کیا ایسی صورتیں ہی لوگوں کی اصلاح کیا کرتی ہیں۔ پھر

ان لوگوں کے اخلاق کی حالت

یہ ہے۔ کہ میں ابھی سندھ میں ہی تھا۔ کہ وہاں مجھے ایک رسالہ ملا۔ جس میں لکھنے والے نے یہ ذکر کیا تھا۔ کہ میں نے ایک رجسٹرڈ خط آپ کو بھجوایا تھا۔ جس میں فلاں بات میں نے بیان کی تھی۔ مگر اس کا مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ خط دفتر نے میرے سامنے پیش ہی نہیں کیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ انہوں نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اس کے پیش کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور دفتر متعلقہ میں بھجوا دیا۔ بہرحال وہ رسالہ شیخ غلام محمد صاحب کا تھا۔ جو انہی پیغامیوں میں سے الگ ہو کر آج کل مصلح موعود ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ میں ان دنوں چونکہ کسی قدر فارغ تھا۔ اسلئے میں نے اس رسالہ کو کھولا۔ اور اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس رسالہ میں لکھا ہؤا تھا۔ کہ ایک پیغامی ڈاکٹر یہ بیان کرتا ہے۔ کہ میں مرزا محمود احمد صاحب سے قادیان ملنے کے لئے گیا۔ تو مجھے معلوم ہؤا۔ کہ انہوں نے شراب پی ہوئی ہے۔ جب انہیں پتہ لگا۔ کہ میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ تو وہ ڈرے۔ کہ نشہ چڑھا ہؤا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ اسے پتہ لگ جائے۔ چنانچہ انہوں نے ملاقات میں دو تین گھنٹے دیر لگا دی۔ اور کہہ دیا۔ کہ میں ابھی نہیں مل سکتا۔ دو تین گھنٹے کے انتظار کے بعد انہوں نے مجھے بلوایا۔ اور میں نے جاتے ہی فوراً پہچان لیا۔ کہ انہوں نے شراب پی ہوئی تھی۔ کیونکہ ان کے منہ سے شراب کی بُو آ رہی تھی۔ مگر انہوں نے اس بات کو چھپانے کے لئے عطر مل رکھا تھا۔ شیخ غلام محمد صاحب نے اس رسالہ میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ میں نے اس مضمون کا رجسٹری خط امام جماعت احمدیہ کو بھجوایا تھا۔ مگر مجھے اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ اب میں انہیں اس رسالہ کے ذریعہ توجہ دلاتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں۔ کہ پیغامیوں کے حلقہ میں آپ کے متعلق یہ بات زور سے پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے پرائیویٹ سیکرٹری کو ہدایت دی۔ کہ آپ اس پیغامی ڈاکٹر کو ایک رجسٹرڈ خط لکھیں۔ جس میں ان سے دریافت کریں۔ کہ یہ بات جو شائع ہوئی ہے۔ کہاں تک درست ہے۔ ہمارا یہ حق نہیں۔ کہ ہم خود بخود یہ فیصلہ کر لیں۔ کہ آپ نے واقعہ میں یہ کہا ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ بات شائع ہو چکی ہے۔ اس لئے آپ ہمیں بتائیں۔ کہ یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ میری غرض یہ تھی۔ کہ اگر انہوں نے جواب دیا۔ تو اصل بات خود ان کی زبان سے معلوم ہو جائے گی۔ اور اگر جواب نہ دیا۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا۔ کہ انہوں نے واقعہ میں یہ بات کہی ہے۔ ایک مہینہ گزرنے کے بعد میں نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے دریافت کیا۔ کہ کیا ان کا کوئی جواب آیا ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ کوئی جواب نہیں آیا۔ اس سے سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی اخلاقی حالت کس قدر گری ہوئی ہے۔ حالانکہ

واقعہ صرف یہ تھا

کہ شیخ محمد نصیب صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر وہ میری ملاقات کے لئے آئے۔ پرائیویٹ سیکرٹری نے کہا۔ کہ آج کل ملاقاتیں تو بند ہیں۔ مگر چونکہ آپ خاص طور پر ملاقات کے لئے ہی آئے ہیں۔ اس لئے میں اطلاع کرا دیتا ہوں۔ انہوں نے مجھے اطلاع کی۔ اس وقت میری بیوی ایک خادمہ کے ساتھ مل کر کمروں کی صفائی کر رہی تھی۔ اور گرد غبار اڑ رہا تھا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اگر برآمدہ میں بھی ہم بیٹھے۔ تو مٹی اور گرد کی وجہ سے انہیں تکلیف ہوگی۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ پہلے کمروں کی صفائی کر لی جائے۔ چنانچہ میں نے انہیں کہا۔ کہ کمروں کی صفائی ہو رہی ہے۔ اور اس وقت گرد غبار اڑ رہا ہے۔ صفائی ہوئے۔ تو میں ان کو بلوا لوں گا۔ انہیں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے جا کر یہ بات کہی۔ تو وہ کہنے لگا۔ اچھا۔ اس دوران میں ہم مقبرہ بہشتی وغیرہ دیکھ آتے ہیں۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ اور میں نے ساتھ مل کر جلدی جلدی مکان کو صاف کیا۔ اور پھر گھنٹی بجائی۔ پرائیویٹ سیکرٹری آئے۔ تو میں نے انہیں کہا۔ کہ اب انہیں ملاقات کے لئے لے آئیے۔ وہ کہنے لگے۔ ابھی تو وہ آئے نہیں۔ جب آئیں گے۔ تو میں اطلاع کر دوں گا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ آ گئے۔ اور میں نے انہیں ملاقات کے لئے بلا لیا۔ اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ان سے باتیں کرتا رہا۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے ان سے ان دنوں میں ملاقات کی۔ جبکہ سب دوستوں سے ملاقاتیں بند ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ میں نے ان کے لئے اپنے وقت میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قربان کیا۔ اور باوجود اس کے کہ میں نے انہی کی خاطر جلدی جلدی مکان کو صاف کرایا۔ اور خود بھی اس صفائی میں شریک ہو گیا۔ اور گرد و غبار میں میں نے انہیں اس لئے نہ بلایا۔ کہ انہیں تکلیف ہوگی۔ انہوں نے اس احسان کا بدلہ یہ دیا۔ کہ چونکہ ملاقات کرنے میں انہوں نے دیر لگائی تھی۔ اس سے معلوم ہؤا۔ کہ انہوں نے شراب پی ہوئی تھی۔ اگر یہ اصول درست ہے۔ تو اس کے بعد ہمارا بھی حق ہوگا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب سے اگر کوئی مبائع ملنے کے لئے جائے۔ اور وہ نہ ملیں۔ یا ملنے میں دیر لگا دیں۔ تو ہم کہہ دیں۔ کہ

مولوی محمد علی صاحب نے شراب پی ہوئی تھی

اس لئے انہوں نے ملاقات میں دیر لگا دی۔ اور اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اس سنت پر کہ آپ عطر ملا کرتے تھے۔ اور عطر کے متعلق آپ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ مجھے بہت ہی محبوب ہے۔ عمل کرنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ عطر لگانے والے نے شراب پی ہوئی ہے۔ تو پھر ہمارا بھی حق ہوگا۔ کہ ہم مولوی محمد علی صاحب کو جب عطر لگائے ہوئے دیکھیں۔ کہہ دیں۔ کہ انہوں نے شراب پی ہوئی تھی۔ جس کی بُو کو دور کرنے کے لئے انہوں نے عطر لگا لیا۔ حالانکہ عطر وہ چیز ہے۔ جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مجھے دنیا میں جو چیزیں محبوب ہیں۔ ان میں ایک عطر بھی ہے۔

مجھے بھی عطر بڑا محبوب ہے

اور میں ہمیشہ کثرت کے ساتھ عطر لگایا کرتا ہوں۔ مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ میں بخاری ہاتھ میں لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے پڑھنے کے لئے جا رہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے دیکھ لیا۔ اور فرمایا کہاں جا رہے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت مولوی صاحب سے بخاری پڑھنے جا رہا ہوں۔ فرمانے لگے۔ مولوی صاحب کو میری طرف سے کہنا۔ کہ ایک حدیث میں یہ ذکر بھی آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جمعہ کے دن نئے کپڑے بدلتے اور عطر لگایا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اپنی سادگی میں بعض دفعہ بغیر کپڑے بدلے جمعہ کے لئے تشریف لے آیا کرتے تھے۔ میں نے جا کر اسی رنگ میں ذکر کر دیا۔ حضرت مولوی صاحب یہ سُنکر ہنس پڑے۔ اور فرمانے لگے۔ حدیث تو ہے۔ مگر یونہی کچھ غفلت ہو جاتی ہے۔

تو عطر لگانا رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی سنت ہے۔ مگر ان کے نزدیک جو شخص عطر ملتا ہے۔ وہ اس بات کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ کہ گویا اس نے شراب پی ہوئی تھی۔ جس کی بُو کو زائل کرنے کے لئے اس نے عطر لگا لیا۔ ایسے لوگوں کو ملاقات کا موقعہ دینا میرے نزدیک ظلم ہے۔ کیونکہ عقلمند لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ اہل نہ ہوں۔ ان پر احسان بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ پس یہ لوگ اس قسم کے اخلاق کے مالک ہیں۔ کہ ان کے ساتھ شرافت اور خوش خلقی کے ساتھ پیش آنا بھی اپنا نقصان آپ کرنا ہے۔ ذرا غور کرو۔ کہ ملاقاتیں بند تھیں۔ میں اپنی جماعت کے دوستوں سے بھی نہیں ملتا تھا۔ گھر میں صفائی ہو رہی تھی۔ گرد اڑ رہی تھی۔ سامان ادھر ادھر بکھرا ہؤا تھا۔ اور میں محض اس لئے کہ ایک پیغامی دوست ملنے کے لئے آئے ہیں۔ جلدی جلدی صفائی کروانے لگا۔ خود بھی اس صفائی میں شریک ہؤا۔ اور جب ان صاحب کو ملاقات کا موقعہ دیا۔ تو وہ گھر جا کر کہنے لگ گئے۔ کہ انہوں نے شراب پی ہوئی تھی۔ تبھی ملنے میں دیر لگائی۔ یہ لوگ اگر دنیا کی اصلاح کرنے والے ہیں۔ تو پھر اصلاح ہو چکی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر اس میں صرف چند لوگ ہی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ سارے مبایعین ایسے ہی ہوں۔ آخر ان میں شریف اور نیک بھی ہیں۔ تبھی بعض شریف الطبع لوگ ان سے علٰحدہ ہو کر ہم میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ پس ہم کی عداوت رکھنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ...

... بڑے بڑے ...ین کو بھی ہدایت نصیب ہو جاتی ہے

...سیالکوٹ میں ایک دوست احمدیت میں داخل ...ہیں یشیخ روشن الدین صاحب تنویر ان کا نام ...اور وکیل ہیں۔ جب مجھے ان کی بیعت کا خط آیا۔ ...یں نے سمجھا۔ کہ کالج کے فارغ التحصیل نوجوانوں ...سے کوئی نوجوان ہوں گے۔ مگر اب جو وہ ملنے کے ...لے آئے۔ اور شوریٰ کے موقع پر میں نے انہیں دیکھا۔ ...توان کی ڈاڑھی میں سفید بال تھے۔ میں نے چودھری اسد اللہ خاں صاحب سے ذکر کیا۔ کہ میں یہ سمجھتا تھا۔ کہ یہ نوجوان ہیں۔ اور ابھی کالج میں سے نکلے ہیں۔ مگر ان کی تو ڈاڑھی میں سفید بال آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ یہ تو دس بارہ سال کے وکیل ہیں۔ پہلے احمدیت کے سخت مخالف ہوا کرتے تھے۔ مگر احمدی ہو کر تو اللہ تعالیٰ نے ان کی کایا ہی پلٹ دی ہے۔ اسی طرح قادیان کا ہی ایک واقعہ ہے۔ جو حافظ روشن علی صاحب رضؓ نے سنایا۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں مدرسہ احمدیہ کی طرف سے آرہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا۔ ایک چھوٹی سی ٹولی جس میں چار پانچ آدمی ہیں۔ مہمان خانہ کی طرف سے آرہی ہے۔ اور دوسری طرف ایک بڑی ٹولی جس میں چالیس پچاس آدمی ہیں۔ باہر کی طرف سے آرہی ہے۔ وہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھ کر ٹھہر گئیں۔ اور پھر انہوں نے آگے بڑھ کر آپس میں لپٹ کر رونا شروع کر دیا۔ وہ کہتے۔ کہ مجھ پر اس نظارے کا عجیب اثر ہوا۔ اور میں نے آگے بڑھ کر ان سے پوچھا۔ کہ تم روتے کیوں ہو۔ اس پر وہ جو زیادہ تھے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ بات یہ ہے۔ کہ بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ جو آپ کو تھوڑے نظر آرہے ہیں۔ یہ ہمارے گاؤں میں سب سے پہلے احمدی ہوئے۔ ہم لوگوں کو ان کا احمدیت میں داخل ہونا اتنا برا معلوم ہوا۔ کہ ہم نے ان پر ظلم کرنے شروع کر دیئے۔ اور یہاں تک ظلم کئے۔ کہ یہ اپنی جائیدادیں اور مکان وغیرہ چھوڑ کر دور کسی اور شہر میں جا بسے۔ کچھ عرصہ کے بعد ہمیں بھی خدا تعالےٰ نے ہدایت دی۔ اور ہم بھی احمدیت میں داخل ہو گئے۔ لیکن نہ ہمیں ان کی خبر تھی۔ کہ یہ کہاں ہیں۔ اور نہ انہوں نے پھر ہمارے متعلق کوئی خبر حاصل کی۔ آج جلسہ سالانہ پر ہم آئے ہوئے تھے۔ کہ ادھر سے ہم آنکلے۔ اور ادھر سے یہ آنکلے۔ اور ہم نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ ہمیں ان کو دیکھ کر وہ وقت یاد آگیا۔ جب ہم ان پر ظلم و ستم کیا کرتے تھے۔ اور جب خدا کی آواز پر لبیک کہنے کی وجہ سے ہم نے ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا۔ اور انہیں بھی وہ زمانہ یاد آگیا۔ جب ہم نے انہیں دکھ دیئے تھے۔ اور ہم دونوں بے تاب ہو کر رونے لگ گئے۔

تو بڑے بڑے دشمن ہدایت پا جاتے ہیں۔ اور بڑے بڑے مخالف راہِ راست پر آجاتے ہیں۔ پس تم یہ مت سمجھو۔ کہ چونکہ غیر مبایعین تمہارے دشمن ہیں۔ اس لئے انہیں ہدایت نہیں مل سکتی۔ ہدایت خدا تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل جب نازل ہو۔ تو تمام کدورتیں دل سے نکل جاتی ہیں۔ ہاں بے شک انہوں نے جماعت میں تفرقہ پیدا کیا ہے۔ اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کو انہوں نے اپنے اوپر ناراض کیا ہے۔ مگر پھر بھی اللہ تعالےٰ کی بخشش وسیع ہے۔ اور اسکی رحمتوں کا کوئی شمار نہیں۔ پس تم نا امید مت ہو۔ اور تبلیغ میں لگے رہو۔ اور صداقت ان کے سامنے متواتر پیش کرتے رہو۔ تا ان میں سے جو سعید روحیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو کھینچ کر ہماری طرف لے آئے۔ اور اس فتنہ کو جس کے متعلق یہ مقدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کچھ نہ کچھ اور کسی نہ کسی صورت میں ضرور قائم رہے گا۔ جس حد تک کم ہو سکتا ہو۔ کم کر دے۔ تا ہدایت کو قبول کرنے کے راستہ میں جو روکیں حائل ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ دور ہو جائیں۔ اور ہدایت کی تائید میں جو سامان ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ ترقی کر جائیں۔

سال تمام اور احباب و عہدہ داران کی ذمہ واری

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی دعا اور خوشنودی حاصل کرنیکا موقعہ

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۳۰ ر شہادت ۱۳۱۹ ہش مطابق ۳۰ ر اپریل ۱۹۴۰ء کو ختم ہو رہا ہے۔ ان چند دنوں میں احباب کو بقایا جات کے وصول کرنے اور بجٹ کے پورا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر ہر دوست تہیہ کرے۔ کہ بجٹ پورا کیا جاوے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ بقایا رہ جاویں ان ایام میں ہر بقایا دار دوست کے پاس با اثر احباب وفود کی صورت میں جائیں۔ اور بقایوں کی صفائی کے لئے زور دیں۔ تا سال تمام کے بعد جو فہرست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور بجٹ پورا کرنے والی جماعتوں کی برائے دعا پیش کی جائے گی۔ اسں میں آپ کی جماعت کا نام بھی شامل ہو۔ (ناظر بیت المال)

پیغامی مشن!

الملاحظات

پیغام پارٹی کے ممبرو!

ع
اک نظر خدا کے لئے

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حاجت برار
(مسیح موعود)

اے اہل پیغام جھوٹ کی حمایت کب تک؟

(۱)

ایتہا الناظرین! خدا جانے اہل پیغام اور ان کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" نے صداقت کے مقابل جھوٹ کی اس قدر کیوں ٹھانی ہے۔ کیا انہیں خدا کا خوف اور عاقبت کی فکر نہیں۔ ان میں سے جو بھی اٹھتا ہے۔ ہم مبایعین کی نسبت غلط بیانیوں دھوکا دہیوں سے ہی کام لیتا ہے۔ اور ذرہ بھر بھی نہیں سوچتا۔ کہ جو کچھ میں خادمان محمود کے متعلق لکھ رہا ہوں۔ دراصل میرے اپنے ہی اندرونے کی تصویر ہے۔

آپ میں سے جن احباب نے بھی میرا مضمون بعنوان "حیف اس ایماں پہ جس سے کفر بہتر لاکھ بار" ۷ ر ماہ شہادت کے پرچہ فاروق میں پڑھا ہوگا۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ پیغامی حضرات اور ان کے مایہ ناز لیڈر جناب مولوی محمد علی صاحب اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان اختلافات کی کس قدر وسیع خلیج واقعہ ہے۔ لیکن "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کے مصداق جناب امیر پیغام ۳ اپریل کے "پیغام صلح" میں راستی کو کچلتے اور انصاف کا گلا دباتے ہوئے یوں گوہر افشاں ہیں۔ کہ

"آج قادیانی جماعت ساری کی ساری (الا ماشاء اللہ) حضرت مسیح موعود کے فیصلوں کو کھلے طور پر رد کرتی ہے"
(ص۷ کالم ۱)

او تعصب! تیرا ستیاناس۔ اے عداوت تیرا بیڑا غرق تو اچھے بھلے آدمی کو بھی اپنا شکار بنائے بغیر نہیں چھوڑتی۔

معزز ناظرین! کس قدر افسوس اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ ایک ایسا انسان جو اپنے تئیں ایک قوم کا امیر اور مفسر قرآن اور کیا نہ کیا کچھ قرار دیئے بیٹھا ہے۔ جب اہل حق کے مقابل زبان و قلم سے کچھ گل کھلانے لگتا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو اس طرح نظر انداز کر دیتا ہے۔ کہ گویا اسے خدائی گرفت کا ذرا بھر بھی خیال نہیں ہوتا۔ حالانکہ جاننے والے خوب جانتے ہیں۔ کہ کن لوگوں نے احمدیت کے بنیادی اصولوں کو ترک کیا۔ اور کون لوگ حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کھلے کھلے فیصلوں کا اعلانیہ اور بے دھڑک انکار کر چکے اور کر رہے ہیں۔

آج کی صحبت میں میں اسی قسم کی دو چار باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ آپ صاحبان بھی ان باتوں کو غیر مبایع دوستوں کے گوش گزار فرماتے ہوئے ثواب عظیم کے مستحق ٹھہریں گے (وباللہ التوفیق)

حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت اور امیر پیغام و دیگر اکابرین پیغام

(۲)

اہل پیغام کی طرف سے آج بڑے زور شور سے اخبارات میں لکھا اور کہا جا رہا ہے۔ کہ "قادیانی غالی حضرات مسیح موعود کو امتی کے مقام سے اٹھا کر نبوت کے مقام پر کھڑا کرتے ہیں۔ نہ حضرت مسیح ناصری نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور نہ حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا" (پیغام صلح ۳ ر اپریل ص۲ کالم ۳ ۱۹۴۰ء) اور پھر لکھا ہے۔

"ایک بڑے گروہ (مبایعین۔ مجاہد) نے ایک مجدد کو نبوت کے تخت پر بٹھانے کی کوشش کی"۔
(پیغام صلح ۳ ر اپریل ص۹ کالم ۳)

حالانکہ ایسا کہنے اور لکھنے والے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اور بعد میں بھی حضور علیہ السلام کو "ہندوستان کا مقدس نبی (ریویو جلد ۶ ص۹۶ ایضاً جلد ۳ ص۱۱۹) نبی آخر زمان (ریویو جلد ۶ ص۹۹) مرزا صاحب موعود نبی ہیں (ریویو جلد ۶ ص۹۳) آخری زمانہ کے نبی ہیں (ریویو جلد ۶ ص۹۶) اس زمانہ کا نجات دہندہ اور نبی ہیں (پیغام صلح ۱۶ ر اکتوبر ۱۹۱۳ء) اللہ کا سچا رسول (پیغام ۷ ر ستمبر ۱۹۱۶ء) برگزیدہ رسول (ریویو جلد ۶ ص۱۴۹) انبیاء کے معیار پر ہے (ریویو جلد ۶ ص۲۷۴ ایضاً جلد ۴ ص۲۶۹) مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں (ریویو جلد ۴ ص۳۶۴ ایضاً جلد ۵ ص۱۳۱)

(فیصلہ) جب ہم کسی شخص کو مدعی نبوت کہیں گے۔ تو اس سے مراد یہ ہوگی۔ کہ وہ .... کامل نبوت کا مدعی ہے"۔ (النبوۃ فی الاسلام ص۲۸۸) لکھتے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہتے چلے آئے ہیں۔ لیکن حضرت مولانا نور الدین اعظم رضؓ خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے بعد ان لوگوں نے کسی مصلحت کے پیش نظر ایسا پلٹا کھایا کہ اب بھولے سے بھی حضرت کو نبی اللہ کہنا اپنے لئے باعث ہتک سمجھتے ہیں۔ آہ! ؎
دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے

ناظرین! دیکھا۔ کن کھلے اور صاف الفاظ میں وہی امیر پیغام جو آج خانہ خدا میں ممبروں پر کھڑے ہو کر ہمیں غالی قرار دیتے اور ہمارے پیارے اور مقدس امام کو بے نقط سنانے میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے مقدس مسیح کی زندگی میں حضور علیہ السلام کو نبی اللہ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار لکھ چکے اور کہہ چکے ہیں۔ اے پیغامیو! ؎
کس طرح کے تم بشر ہو دیکھتے ہو صد نشاں
پھر وہی ضد و تعصب اور وہی کین و نقار

پھر یہی امیر پیغام جناب مولوی محمدؐ علی صاحب جو ان دنوں حضرت کی نبوت کے انکاری ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے ارشاد کے مطابق احمدیہ بلڈنگ لاہور میں تقریر فرمانے لگتے ہیں۔ تو انہیں خیال نہیں آتا۔ کہ او ہو میں اپنی زبان سے کیا کہہ رہا ہوں۔ (جس کا بعد میں میں نے انکار کرنا ہے) اس وقت تو درجنوں احباب کی موجودگی میں زیر آیت اھدنا الصراط المستقیم بین الفاظ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

"اگر خدا وہ مدارج جو منعم علیہ گروہ کو ملے کسی دوسرے کو دے سکتا ہی نہ تھا۔ تو پھر ہمیں یہ دعا سکھانے کے کیا معنے؟ **مخالف خواہ کوئی معنے کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں** (مولوی صاحب! انصافاً بتایئے۔ کیا اب بھی۔ مجاہد) **کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے۔** صدیق بنا سکتا ہے۔ شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے۔ مگر چاہیئے مانگنے والا" (الحکم ۱۸ر جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

اسی طرح اہل پیغام کے مسلمہ بزرگ جناب مولوی سید محمدؐ احسن صاحب امروہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے معاً بعد یوں ارشاد فرماتے ہیں:-

"حضرت اقدس مرزا صاحب کو وہ نبوت طفیلی حاصل ہوئی۔ جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کے مطیعوں کے لئے فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین ہو

سکتے ہیں۔ تو وہ نبی بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے مسیح موعود کے لئے احادیث صحیحہ میں لفظ نبی اللہ متعدد جگہ آیا ہے۔" (التبیان فی استہلال الصبیان تاریخ اشاعت ۲۰ر جولائی ۱۹۰۸ء)

اب اے ہمارے پیغامی بھائیو! تم ہی انصافاً بتاؤ۔ کہ آیا صرف ہم ہی حضرت احمدؐ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اللہ قرار دے رہے ہیں۔ یا کہ تمہارے اکابرین بھی۔

ہائے افسوس! کس قدر یہ دیدہ دلیری اور انصاف کا خون کرنا ہے۔ کہ ایک ایسے مقدس انسان کے جو بقول تمہارے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے "پاک نفس اور خدا کا برگزیدہ انسان ایک شفیق ماں سے بڑھ کر ہمیں آرام دیتا تھا۔ اور ہر مشکل کے لئے ہمارا خود سپر بن جایا کرتا تھا۔ ہمیں اسکی زندگی میں نہ کوئی فکر تھی۔ اور نہ کوئی خوف۔ ہم مطمئن اور بے فکر تھے۔ کیونکہ ہم جانتے تھے۔ کہ **خدا کا مقدس اور برگزیدہ رسول** ہمارے سارے کام کر رہا ہے۔ اور اس ایک تن واحد نے (خدا کے ہزار ہزار صلوٰۃ اور سلام ہوں اسکی روح پر) ہم سب کو ان افکار سے مستغنی کر رکھا تھا"
"آپ نے ہمیں بدیوں سے ہٹا کر نیکی پر قائم کیا۔ ہماری دہریت اور خشک ایمان کو تازہ اور زندہ ایمان سے بدل دیا۔" (الحکم ۱۸ر جولائی ۱۹۰۸ء)
بے مثل احسانات کو فراموش کر کے اور اس کے اصل مقام سے اس کو نیچے گرا کر دنیا والوں کی نگاہوں میں اسے ذلیل قرار دیا جائے۔ کیونکہ آج دشمن بڑے زور سے اپنے اخبارات اور رسالجات میں اس امر کو پیش کر رہا ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اپنے صحیح دعویٰ کا علم نہ تھا۔ کہ میں نبی ہوں۔ یا مجدد۔ تبھی تو ہر دو فریق (مبایعین اور غیر مبایعین) میں اتنا بڑا اختلاف ہے۔ ایک جماعت مرزا صاحب کے دعویٰ کے متعلق کچھ کہتی ہے۔ اور دوسری کچھ خیال کرتی ہے۔ افسوس! افسوس!! اے اہل پیغام افسوس!!!

روٹھے ہوئے بھائیو! خدارا آؤ اب بھی مل کر خدا تعالےٰ کے مقدس مسیح کے اصلی مقام کو بے دھڑک دنیا کے سامنے پیش کرو۔ تا بھولی بھٹکی روحیں خدا کے مقدس نبی مسیح قدنی علیہ السلام کے مبارک قدموں میں آ کر نجات اخروی کی وارث ہوں۔ دوستو! لاریب قادیان کا بزرگ نبی اللہ ہی تھا۔ اسی لئے تو رسولوں کے فخر شاہِ مکی و مدنی حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے احادیث صحیحہ میں متعدد بار اسے نبی کے مقدس لقب سے ملقب فرمایا۔ اور روز و شب اس پر جو وحی آسمانی نازل ہوتی تھی۔ اس میں بھی زمین و آسمان کا خدا اپنے محبوب مسیحا کو اسی نام سے یاد فرماتا رہا۔ اور خود بھی حضور علیہ السلام اپنے آپ کو اسی مقام پر سمجھتے رہے۔ دیکھو مندرجہ ذیل حوالجات:-

"میں خدا کی اصطلاح میں (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵) تمام نبیوں کے اتفاق سے (الوصیت) اسلام کی اصطلاح میں (حجۃ اللہ صفحہ ۶) خدا کے حقیقی معنوں میں (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸) نبی اور رسول ہوں۔ اس واسطے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

ہاں! پھر جب وہ مسیحائے زماں سفر آخرت کی تیاری فرما رہے تھے۔ اس عالم الغیب خدا نے جو یہ جانتا تھا۔ کہ میرے پیارے کی وفات کے بعد اسی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے ایک گروہ نے ہی بوجہ دنیا کی حرص و آز میں گرفتار ہونے اور محض دنیا کو خوش کرنے کی خاطر اس کے اصل مقام سے روگردانی کرنی ہے۔ اس لئے اس نے کمال حکمت کے ماتحت اپنے محبوب کی زبان مبارک سے اس وقت جبکہ وہ اسی ہی کے پاس جا رہا تھا۔ یہ زوردار الفاظ نکلوائے۔ کہ

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کروں۔ میں اس پر اس وقت تک قائم ہوں۔ جو اس دنیا سے گزر جاؤں"۔ (اخبار عام ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء)

خلافتِ احمدیہ
اور
ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی اہل پیغام
(۳)

ناظرین کرام! جب یہ صاف طور پر ثابت ہو چکا کہ خداوند تعالیٰ کا مقدس مسیح نبی ہی تھا۔ تو اب ضروری ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ بھی ہو۔ کیونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اصل کو خود تسلیم فرماتے ہیں (دیکھو الوصیت صفحہ ۱۱) نیز حضرت اقدس علیہ السلام اپنی کتاب شہادت القرآن صفحہ ۵۷-۵۸ پر بھی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا۔ کہ رسولوں کے وجود کو...... ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خلافت کو

تجویز کیا۔"

اور ویسے بھی عقلاً اتحادِ قومی کے لئے ایک واجب الاطاعت امام کی ضرورت ہے جس کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور ہو۔ جس طرح اپنی قوم کو چلنے کا حکم دے۔ قوم بلا چون و چرا اس طرف چل پڑے۔ جیسا کہ اس امر کو امیر بھی تسلیم فرما چکے ہیں۔ کہ

"میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ بحیثیت ہونے کے اور ایک ہی شیرازہ اور ایک ہی حکمت ہونے کے گویا کہ تمام قوم نفس واحد کا حکم ہو۔ اس کی نظیر کہیں بھی ہرگز نہ ملے گی۔ میں افش نہیں کرتا۔ بلکہ مجموعی طور پر مقابلہ کرتا ہوں۔ نا ہوں۔ کہ ہم میں بھی بعض کمزور ہیں۔ جو ممکن ہے بعض اوقات بعض احکام کی پابندی میں سستے ہوں۔ یا کمزوری دکھاتے ہوں۔ اور ان میں غلط ہوں۔ مگر مجموعی حیثیت میں اس جماعت کی نظیر نہ پاؤ گے۔" (الحکم ۱۸ر جولائی ۱۹۰۸ء)

مگر افسوس آج یہی امیر پیغام خلافت محمود سے محروم ہو کر برعکس اس تحریر کے یوں لکھ رہے ہیں کہ "لوگ جماعت کے اختلاف کو ایک بہت بڑا حادثہ سمجھتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کا روز جبکہ اختلاف ہوا۔ ایک لحاظ سے بڑا مبارک دن ہے۔ کیونکہ اگر اختلاف نہ ہوتا۔ اور ہم آپس میں ملے جلے رہتے۔ تو غلو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا۔" (پیغام صلح ۳ر اپریل صفحہ ۱۱ کالم ۲ ۱۹۴۰ء)

ناظرین فاروق! جب بھی میں ان کی ایسی تحریریں پڑھتا ہوں۔ تو حیران ہوتا ہوں۔ کہ خدایا۔ یہ لوگ کیوں اس قدر تیرے مسیح موعود اور اسکے جانشین مولوی نور الدین صاحب اعظم رضؓ کے واضح ارشادات کو پس پشت پھینک کر پھر بھی اپنے آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

میرے محترم بھائیو اور بزرگو! آپ سب کی سب آسمانی کتب کا مطالعہ کر جاؤ۔ اور پھر سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر بھی بغور پڑھو۔ تمہیں پتہ لگے گا۔ کہ کس قدر برگزیدگانِ خدا نے وحدتِ قومی اور اتحاد عالمین پر زور دیا ہے۔ برخلاف اس کے آپ ایک بھی ایسی مثال نہ پائیں گے۔ کہ کسی بزرگ نے اتحاد اور اتفاق کے خلاف آواز اٹھائی ہو۔ دیکھو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کن کھلے الفاظ میں فرماتے ہیں کہ "حقیقی بات یہی ہے۔ کہ ضرورت ہے اجتماع کی اور شیرازہ اجتماع قائم رہ سکتا ہے ایک امام کے ذریعے۔" (بدر نمبر ۱۰ جلد ۸)

پھر فرماتے ہیں:-

"ضرورت ہے مسلمانوں میں بھی وحدت کی......

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا یہ وحدت پیدا ہو سکتی ہے؟ جب تک ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے نہ ہوں گے۔ اس ملک میں چشتیوں کا زور رہا ہے۔ مگر کب تک ..... جب تک کوئی ایک کے مقابلہ میں دوسرا نہ تھا۔ جب بہت سے خلیفہ ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو اس خاندان کو زوال آیا"۔ (بدر نمبر ۱ جلد ۹)

اور پھر اپنے متعلق فرماتے ہیں۔ "جس طرح ابوبکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ بنایا"۔ (تقریر لاہور ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

اسی طرح فرماتے ہیں۔ "جس طرح پر آدمؑ و داؤدؑ و ابوبکرؓ و عمرؓ کو اللہ نے خلیفہ بنایا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا ہے.... پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں۔ کہ وہ خلیفہ بنائے"۔ (تقریر مطبوعہ بدر ۴ و ۱۲ جولائی ۱۹۱۲ء)

لیکن وہی مولوی محمد علی صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح اول کے عہد مبارک میں بلا چون و چرا آپ کو ایسا ہی تسلیم کرتے رہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفہ اول نے تحریر فرمایا ہے۔ آج وہ کھلے الفاظ میں حضرت مولوی صاحب کی خلافت کے انکاری نظر آتے ہیں

"قارئین کرام! کس کس بات کو پیش کیا جائے یہاں تو تمام باتوں سے ہی انحراف ہے۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی بین الفاظ میں تحریر فرما رہے ہیں۔ کہ:

" دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و آئمہ اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آ جائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ یہ دونوں شق ظہور میں آ جائیں"۔

اور پھر فرماتے ہیں۔

" دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اسکی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء۔ (سبز اشتہار)

اسی طرح حقیقۃ الوحی صد ۳۲ میں فرماتے ہیں۔

" اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اسکی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کریگا"۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ میں فرماتے ہیں۔

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ جسکا دوسرا نام محمود ہے"۔

اب اے امیر پیغام و رئیس المنافقین شیخ مصری اور ان کی پارٹی کے ممبرو! بتاؤ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بعد خلافت کو ضروری اور لابدی قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ صاف الفاظ میں اپنے فرزند ارجمند سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ ہی کو مختلف جگہ اپنا جانشین یعنی خلیفہ تسلیم فرما رہے ہیں۔ تو تم کیوں اس مقدس امام اور برحق خلیفہ سے منہ موڑ کر فاسقین کی جماعت میں شامل ہو رہے ہو۔ سنو! حضرت خلیفۃ المسیح اول کیا فرماتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ " ماموروں کے خلفاء سب ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر مامور صادق راستباز ہے۔ تو اس کا جانشین اسی اصل کا حکم رکھتا ہے۔ سورہ نور میں صاف آیت خلافت کے بعد اللہ تعالےٰ منکران خلافت کو فاسق فرماتا ہے"۔

(بدر ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء)

پس ایسے انکار سے باز آؤ۔ ورنہ خانہ خراب کرلوگے۔ خدا کرے۔ کہ تم اب بھی سمجھو۔ اور ہمارے مقدس اور جان سے عزیز آقا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت سے وابستگی اختیار کرلو۔ اے امیر پیغام! آپ تو تحریر فرما چکے ہوئے ہیں۔ کہ

"مسیح موعود کی تحریروں کا انکار درحقیقت مخفی رنگ میں خود مسیح موعود کا انکار ہے"۔

(النبوۃ فی الاسلام صد ۳۳)

مگر اب از روئے انصاف بتائیے۔ کہ آپ اپنے متعلق کیا فتویٰ تجویز فرماتے ہیں۔ ع

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

احمدیت کے بنیادی اصول

اور

پیغامی حضرات کی غیرت ایمانی

(۴)

معزز ناظرین! وہ مقدس مسیح جس نے مسیح ناصری کی الوہیت کے دیو کو پاش پاش کر دیا۔ ہاں وہ کاسر الصلیب جس نے عیسائیت کے عقائد باطلہ کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دیں۔ ہاں وہی اس زمانے کا نجات دہندہ جس نے اپنے ماننے والوں پر وہ وہ احسان کئے کہ زبان و قلم میں طاقت نہیں۔ کہ ان کا اظہار کر سکیں۔ مگر افسوس آج اسی کی طرف منسوب ہونے والے ایک گروہ کی غیرت ایمانی دیکھئے کہ کس ڈھٹائی سے اسکی آمد کی غرض اور مقصد کو یہ لوگ ملیا میٹ کر رہے ہیں۔ اگر حضرت مسیح قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارنامے نمایاں پر لکیر پھرتی ہے۔ تو پھرے۔ مگر مجال کہ ان بھلے مانسوں کے وقار اور شان میں کوئی فرق آنے پائے۔ کونسا وہ انسان ہے۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کیا ہو۔ اور وہ اس بات کا انکار کر سکے۔ کہ حضرت نے سب سے زیادہ جس عقیدہ کی زور شور سے تردید فرمائی ہے کیا وہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ نہیں؟ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہاں تک تحریر فرمایا ہے۔ کہ

" جو شخص اسی مسیح کے نزول پر ایمان لاتا ہے۔ جو بنی اسرائیل کا نبی ہے۔ وہ خاتم النبیین کا کافر ہے"۔ (ترجمہ تحفہ بغداد صد ۲۸ النبوۃ فی الاسلام) مصنفہ امیر پیغام صد ۳۱ ضمیمہ۔

پھر فرمایا:۔

"مسیح کو زندہ آسمان پر ماننا شرک ہے۔ اور جب تک یہ نہ آیا تھا۔ لوگوں کو معاف کیا جا سکتا تھا۔ مگر اب سب پر حجت قائم ہوگئی۔ اب وہ خدا کے حضور جوابدہ ہیں"۔

لیکن پیغامی دوستوں کے خاص رکن خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم لکھتے ہیں:۔

" اسلام نے ہر ایک مسلم پر فرض کر دیا ہے۔ کہ وہ جناب مسیح کو خدا کا نبی مانے۔ ان کی کتاب کو الہامی جانے اور اگر وہ اپنی اصلی حالت میں دستیاب ہوں۔ تو ان پر عمل کر کے ان سے فائدہ اٹھائے۔ اور ان کو اپنا سمجھے۔ خواہ وہ زندہ آسمان پر ہیں یا زیر زمین دفن ہوں۔ اس سے کسی مسلم کے عقائد یا ایمان میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ان ہر دو مختلف راؤں کے رکھنے والے پکے اور کامل مسلم ہیں"۔ (اشاعت اسلام اردو ترجمہ مسلم انڈیا مجریہ لنڈن بابت ماہ جون ۱۹۱۸ء صد ۲۶۳)۔

غیر مبائع دوستو! جیسے پہلے مضمون میں میں نے کہا تھا۔ اب پھر کہتا ہوں۔ کہ یہ سب کچھ خلافتِ صادقہ سے محرومی ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ تم راہ ہدیٰ سے بھٹک گئے۔ اور خدا کے نبی حضرت احمدؑ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کی ذرہ بھر بھی پروا نہ کرتے ہوئے غیروں کو خوش کرنے کا عجیب ڈھنگ سوچا۔

بھائیو! دیکھو خدا کا وہ پیارا کتنا تمہارا محسن تھا۔ جس نے تمہاری خاطر اپنی جان تک کو مصائب اور تکالیف کے میدانوں میں ڈالنے سے دریغ نہ کیا۔ اس نے مخالفت کی آندھیوں کی ذرہ بھر بھی پروا نہ کی۔ وہ راتوں کو اٹھتا ہاں اس وقت اٹھتا۔ جبکہ تم میٹھی نیند سوئے ہوئے ہوتے۔ کیوں؟ اس لئے تا تم سکھ کی زندگی بسر کرسکو۔ ہاں جب وہ اپنی مقدس زبان سے کچھ بولتا۔ تو در جنوں سعید روحیں اس کے دلربا الفاظ کو سنکر اس کی طرف دوڑ پڑتیں۔ اور اس کے در پر رہنا اپنے لئے باعث فخر خیال کرتیں۔ مگر آہ! تم نے جو اسکی صحبت پاک میں مدتوں رہے۔ اس کے صحیح مقام اور شان کی وہ قدر نہ کی۔ جو کرنی چاہیئے تھی۔ معلوم نہیں۔ تمہیں اس کے دشمنوں سے کیوں اس قدر دوستی اور اس کے پیاروں سے دشمنی ہے۔ نادانو! یا تو صاف طور پر اس کا انکار کرو۔ یا پھر نیک نیتی سے اس کے مقام کو سمجھو۔ یہ دورنگی اچھی نہیں۔ بتاؤ۔ جب تم لوگ رب السموٰت والارض کے حضور قیامت کے دن پیش ہوگے۔ کیا جواب دوگے۔ یہ جواب تو صحیح نہیں ہوگا۔ کہ اے خدا تیرے مسیح موعود کے مخالف؟ جو تھے۔ ان کے ساتھ تو ہماری دوستی تھی۔ لیکن جو اس کے محب تھے۔ ان سے عداوت۔ یاد رکھو! خدا تعالیٰ کبھی خوش نہ ہوگا۔ جبتک کہ تم اس کے مقدس مسیح کی روح کو خوش نہ کرلو۔ سنو! مسیح موعودؑ کیا فرماتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ " جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے۔ اور وہ اس بات کا حقدار نہیں ہے۔ کہ اس کو سچا مسلمان خدا اور اس کے رسول کا سچا تابعدار و فرمانبردار کہہ سکیں"۔

" وہ مسلمان کیسا ہے۔ جو کہتا ہے۔ کہ ہمیں اس (مسیح موعود) کے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کا انکار کر دینا یہ کس طرح سے اسلام ہو سکتا ہے"۔ (الحکم ۶ر مئی ۱۹۰۸ء صد ۳ و ۴)

اے امیر پیغام اور ان کے ساتھیو! خدارا اب تو اپنے اس قول کو کہ " ہمارا مقصد..... ..... حضرت مسیح موعود کے صحیح عقائد اور مشن کا تحفظ تھا"۔ (پیغام صلح ۳ر اپریل صد ۱۰ ۱۹۴۰ء) عملی جامہ پہناؤ۔ تا زمین و آسمان کا خدا تم پر اسی طرح اپنی برکتوں اور فضلوں کے دروازے کھولے۔ جس طرح اس نے اس وقت جبکہ تم اس کے مسیح کا نیک نیتی سے ساتھ دے رہے تھے۔ کھولے تھے۔

پیارے بھائیو! خلافت سے وابستہ ہونا ہی سعادت ہے۔ کیا تم نے آسمانی کتب کا مطالعہ نہیں کیا۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ نبوت اور خلافت ہر دو خدا تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہیں۔ افسوس! تم سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے ان نعمتوں سے روگردانی کر رہے ہو۔ یقین جانو! کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خلافت ہے۔ جس سے منہ پھیرنا اچھی بات نہیں۔ بتاؤ پہلی قوموں نے خلافت کو ٹھکرا کر کیا پھل پایا۔ کہ بھائیو تم پاؤ گے

پس آؤ حضرت محمود ایدہ اللہ تمہیں شفیق باپ کی طرح بلاتے ہیں۔ وہ تمہاری بہتری اور بھلائی ہی تو چاہتے ہیں۔ نہ کہ کچھ اور۔ سنو! اور گوش ہوش سے سنو! کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ

"اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے۔ کہ وہ مجھ سے احیاء اسلام کا کام لے۔ اور اسلام کی عظمت کو میرے ذریعہ سے قائم کرے۔ اور یہ کام ہو کر رہے گا۔ جلد یا بدیر۔ مبارک ہے وہ جو اس کام میں میرا ہاتھ بٹاتا ہے۔ اور افسوس اس پر جو میرے راستہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ میرا نہیں۔ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔ جس نے مجھ جیسے گنہگار کو اپنے جلال کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ کاش وہ توبہ کرتا اور خدا تعالےٰ کے اشارے کو سمجھتا۔ کاش وہ اپنے آپ کو اس خطرناک مقام پر کھڑا نہ کرتا۔ کیونکہ اس قسم کے اعتراضوں سے وہ جس مصیبت کو اپنے اوپر سے ٹلانا چاہتا ہے۔ وہ اُسے ٹلاتا نہیں۔ بلکہ اسکی وجہ سے اپنے آپ کو پہلے سے کہیں زیادہ خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے لے آتا ہے

میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اخلاص اور درد کے ساتھ اسے یہی کہتا ہوں کہ

اے آنکہ سوئے من تو دویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خادم احمدیت خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی
(احمدیہ دار التبلیغ سری گوبند پور۔

جناب مولوی محمد علی صاحب سے خصوصًا اور دیگر غیر مبایعین سے عمومًا ایک حل طلب سوال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"پیغام صلح" اور مولوی محمد علی صاحب نے جماعت مبایعین کے خلاف پروپیگنڈا کا جو روش اور طرز اختیار کر رکھا ہے۔ وہ پیغام صلح کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔ کہ یہ لوگ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق شریفانہ طرز کلام اختیار کرنا تو کجا آپ کی نسبت انتہائی بدزبانی اور تلخ کلامی سے بھی احتراز نہیں کرتے۔ مثلاً

(۱) "رئیس المکفرین" (۲) "دین میں اتنا بڑا فساد کرنے والا" (پیغام ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء)

(۳) "سچ پوچھو۔ تو موجودہ خلافت محمودیہ کے زمانہ میں خلیفہ کا مقام خدا کے مقام سے بھی اونچا ہو گیا ہے"۔ (۴ مئی ۱۹۳۹ء)

(۴) "موجودہ قادیانی خلافت جس کا اس قدر غلغلہ ہے۔ محض ایک بدعت ہے"۔ (۹ فروری ۱۹۴۰ء)

(۵) "قادیانی خلیفہ کہتا ہے۔ کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو اعلیٰ ھبل پکارتا۔ اور دجالیت کی جے کا نعرہ لگاتا"۔ (۶) "حضرت عمرؓ نے تو اللہ کا نام بلند کرنے کی خواہش کی تھی۔ مگر یہ عمر ثانی برعکس نہند نام زنگی کافور انگریز کی جے کا نعرہ لگانے کا خواہشمند ہے۔ کیا ہی لطف آتا۔ اگر ترکوں کے مقابلہ میں میاں محمود ہوتا۔ ترک جب نعرہ اللہ اکبر یا اللہ اعلیٰ و اجل لگاتے۔ تو یہ شخص اعلیٰ ھبل یا انگریز کی جے کی صدا بلند کرتا"۔ (۳ اگست ۱۹۳۷ء)

(۷) "قادیانی "پیر پرستی کے متعفن جوہڑ"

(۸) "میاں صاحب حسن بن صباح کے نقش قدم پر"

(۹) "میاں صاحب خوب یاد رکھیں۔ کہ انہوں نے اپنے لئے جو فرضی خلافت تجویز کی ہے۔ اسکی مثال انہیں خلفائے راشدین میں نہیں ملے گی۔ بلکہ اگر ملیگی تو صرف باطنیہ فرقہ میں ملے گی۔ جنہوں نے قتل و غارت اور ہر قسم کے فسق و فجور کو جائز کرنے کے لئے یہ دروازہ کھولا تھا"۔ (۹ اگست ۱۹۳۷ء)

(۱۰) پھر یہاں تک ہی بس نہیں۔ ہمارے واجب الاطاعت امام اور موعود خلیفہ برحق اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ارجمند جن کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت گریہ زاری سے یہ دعائیں کیں:۔

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا ❊ دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُرنور ہو سویرا ❊ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اے میری جاں کے جانی اے شاہِ دوجہانی ❊ کر ایسی مہربانی ان کا نہ ہووے ثانی

دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے امید لے کے بھاری
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی (درثمین اردو)

سو اسی پاک وجود کی نسبت جن کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے شمار دعائیں کیں۔ لاہور کے اسی "پیغام جنگ" میں نہایت جلی عنوان سے یہاں تک لکھا گیا کہ:۔

"قادیانی خلیفہ محمد رسول اللہ صلعم کا بدترین دشمن ہے"۔ (۳ اگست ۱۹۳۷ء صـ۳)

یہ صرف بطور نمونہ چند مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ اور ان سب کا مضمون وہ ہے۔ جو آخری مثال میں بیان کیا گیا۔ یا جسے مولوی محمد علی صاحب نے مختلف پیرایوں میں یوں بیان کیا ہے۔ کہ دین اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف چھوڑ کر بلکہ حضور سے انتہائی اور بدترین دشمنی کرتے ہوئے

"میاں صاحب صریح ایک نئے دین کی بنیاد ڈال رہے ہیں"۔ (پیغام صلح ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء صـ۵)

اور یہ وہ امر ہے۔ جس پر آج کل جناب مولوی محمد علی صاحب خصوصیت سے زور دے کر احمدیوں کو مغالطہ میں مبتلا کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ تا یہ ظاہر ہو۔ کہ قادیانی جماعت اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تو دین و مذہب ہی اور ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالکل برعکس ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان گریہ وزاری سے کی ہوئی دعاؤں کی قبولیت کا یہی نشان ہے۔ اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دشمن اور دین اسلام کی بجائے نئے دین کی بنیاد رکھنے والے کی پیدائش پر" یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی" کہنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جائز تھا۔ یا آپ کو ایسے شخص کے لئے "دے اسکو عمر" کی دعائیں کرنا مناسب تھا۔ اگر نہیں تو کیا یہ ان امور کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام دعاؤں کے برخلاف ہونا آپ کی صدق کی دلیل قرار پائے گا یا کذب کی؟

خصوصًا جبکہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ایک مرتبہ صاف یہ لکھ دیا تھا۔ کہ:۔

"دیکھو۔ باپ یعنی حضرت مسیح موعود تو دنیا میں ایمان ثریا سے واپس لانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اور بیٹا یعنی میاں محمود احمد صاحب ایمان کو ثریا پر واپس بھیجنے کی فکر میں ہیں"۔ (پیغام صلح ۲ جولائی ۱۹۳۷ء)

اور اب مولوی محمد علی صاحب نے تو دیگر مسلمانوں اور غیر مسلموں کو مبایعین سے متنفر کرنے کے لئے اس پر خاص زور دینا شروع کر رکھا ہے۔ کہ

"قادیانی جماعت ایک نئے دین کی بنیاد رکھ رہی ہے"۔ (۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء)

میں نے ۱۹۳۷ء میں بھی ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ان کے داماد جناب مولوی محمد علی صاحب سے ایک سوال کیا تھا۔ مگر اب تک اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اور آج پھر جبکہ مولوی محمد علی صاحب اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسی امر پر زور دے رہے ہیں۔ میں دوبارہ ان کے سامنے اس سوال کو رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ سوال یہ ہے۔ کہ اگر جناب مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور دیگر مضمون نگاروں کے قلم سے "پیغام صلح" کے صفحات میں جو کچھ ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ درست اور صحیح ہے۔ جس کی ادنیٰ مثال وہ فقرات ہیں۔ جو اوپر نقل کئے گئے۔ کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ ایک نئے دین کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ اور بقول "پیغام جنگ"

"قادیانی خلیفہ محمد رسول اللہ صلعم کا بدترین دشمن ہے"۔ تو مولوی محمد علی صاحب بتائیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں انہوں نے بہاء اللہ ایرانی کے بیٹے کے متعلق "عباس کی تعلیم" کے عنوان سے بہاء اللہ ایرانی کے دعویٰ کے خلاف جو دلیل پیش کی تھی۔ وہ بعینہٖ اب لفظ بلفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف پڑتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ آپ کی دلیل یہ ہے کہ:۔

"بہاء اللہ کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہوگی۔ کہ اسی کا بیٹا جو اسکی جگہ پر خلیفہ ہوا۔ اسی کے مذہب کا ستیاناس کر رہا ہے۔ سچ ہے کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض ما لہا من قرار"۔

(رسالہ ریویو اردو ماہ اپریل ۱۹۰۸ء صـ۱۳۷)

اب اگر کوئی معترض مولوی محمد علی صاحب کے ان الفاظ میں اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور پیغام صلح کے دیگر مضامین کی روشنی میں بہاء اللہ کی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

اسم مبارک درج کرکے یوں سوال کرے۔ کہ:۔

” حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہوگی۔ کہ اسی کا بیٹا جو اسکی جگہ پر خلیفہ ہوا۔ اس کے مذہب کا ستیاناس کر رہا ہے۔ الخ“ تو مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بالخصوص اور دیگر غیر مبایعین بالعموم آپس میں مشورہ کرکے بتائیں۔ کہ وہ اس معترض کو کیا جواب دیں گے؟ کیونکہ اگر وہ دلیل جو بہاء اللہ ایرانی کے خلاف پیش کی گئی تھی۔ درست تھی۔ تو اسی دلیل کو ایک معترض حضرت مسیح علیہ السلام کی ناکامی کی بھی بہت بڑی دلیل گردا ننے میں حق بجانب ہوگا۔ اور اگر وہ سراسر غلط دلیل تھی۔ تو اس کا اعلان کرنا ضروری ہے۔ کہ وہ دلیل از روئے اصول مناظرہ محض بطور مجادلہ تھی۔ بہر حال جو بھی صورت ہو۔ غیر مبایعین کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کا جواب دیں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ کہ مولوی محمد علی صاحب بذات خود اس الجھن کو دور فرما دیں۔ فقط۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کو انعامی چیلنج

مولوی محمد علی صاحب نے جو جو اعتقادی پلٹے کھائے ہیں اور جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف لکھا ہے۔ وہ بہت کچھ ناظرین اخباروں اور رسالوں میں پڑھ چکے ہیں۔ مگر یہ بات پبلک کے سامنے کم آئی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو غلط بیانی میں بھی کمال حاصل ہے۔ آج اس کا کچھ نمونہ پیش کرتا ہوں۔ اور آئندہ انشاء اللہ کبھی کبھی پیش کرتا رہوں گا۔ مولوی صاحب اپنی کتاب ”النبوۃ فی الاسلام“ صفحہ ۳۲۱ ایڈیشن اول ایڈیشن دوم صہ ۲۶۳ میں لکھتے ہیں۔

”اب میں چند الفاظ میں تیسرے سوال کو ختم کرتا ہوں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو۔ کہ حضرت مسیح موعود نے فضیلت کا دعویٰ تو ضرور کیا ہے۔ مگر فضیلت کلی کا دعویٰ ہر گز نہیں کیا۔ کسی تحریر میں کسی تقریر میں فضیلت کلی کا لفظ نہیں دکھایا جا سکتا۔ اور کرتے بھی کس طرح۔ کیا مسیح ابن مریم صاحب کتاب رسول نہ تھے*۔ کیا یہ فضیلت نہ تھی۔ کیا نبیوں کو اللہ تعالیٰ کا اپنے ہاتھ سے بغیر اتباع کسی انسان کے پاک کرنا یہ کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں ”تمام شان میں بڑھ کر“ ہونے کے معنے یہ نہیں۔ کہ فضیلت کلی ہے۔ کیونکہ اگر یہ معنے ہوتے۔ تو اپریل ۱۹۰۲ء میں تو دافع البلاء میں یہ لکھیں۔ کہ مسیح کو مجھ پر فضیلت کلی ہے“ اس عبارت صہ ۳۴۳۔

*۔ دوسرے ایڈیشن میں ”نہ“ مفقود ہے۔

پیامی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری غیر مبایعین کے ”نقش قدم پر“

اگرچہ الٰہی جماعتوں میں یہ ایک مسلمہ و تجربہ شدہ امر ہے۔ کہ جو شخص ایک صداقت کا انکار کرتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ دیگر صداقتوں سے بھی روگردانی کر جاتا ہے۔ اس لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بھی اسکی مثالیں موجود ہیں۔ جو مومنوں کے ایمانوں کی زیادتی کا موجب اور سوچنے والوں کے لئے ایک عبرت کا نشان ہوتی ہیں۔ مثلاً غیر مبایعین نے خلافت ثانیہ کے انکار کے بعد جو جو رنگ بدلے یا مستریوں نے ابتداء میں جو طرز اختیار کی۔ اور آج جو اس کا انجام ظاہر ہے۔ وہ ہر بینا آنکھ کے سامنے ہے۔ بالکل اسی طرح شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے شروع میں کچھ کہا۔ مگر وہی بڑھتے بڑھتے اب کئی امور ثابتہ کا انکار کر چکے ہیں۔ بہر حال یہ کوئی عجوبہ اور انوکھی بات نہیں۔ کہ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری بھی ایک صداقت کے انکار سے کہاں سے کہاں جا پہنچے۔ اور ابھی معلوم نہیں۔ کہ ان کی شامت اعمال سے ان کی اس گراوٹ اور روحانی تنزل کا پلڑا کہاں تک جھکتے جھکتے جا پہنچیگا۔ گو خدا تعالےٰ سے ہم تو یہی دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ اب بھی ان کو راہ راست پر آجانے کی توفیق دے۔ تا وہ پھر پہلے کی طرح انما المومنون اخوۃ کے زمرہ میں شامل ہو کر ہمارے بھائی بن جائیں۔ مگر جو امور ظاہر ہوں۔ ہم ان کے ذکر سے بھی رک نہیں سکتے۔ کہ شاید اس سے کسی کو درس عبرت حاصل کرنے کا موقعہ مل جائے۔

۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء کے ”ینگ اسلام“ میں صفحہ ۳ سے ۶ تک ڈاکٹر الہ بخش صاحب لاہوری کا ایک مضمون چھپا ہے۔ چونکہ اس کے بعد مصری صاحب کے اپنے ہی تین مضامین شائع شدہ ہیں۔ اس لئے یہ ممکن نہیں۔ کہ وہ ڈاکٹر الہ بخش صاحب کے اس مضمون سے بے خبر رہیں۔ تاہم احتیاطاً میں مصری صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس مضمون سے متفق ہیں یا نہیں۔ بالخصوص صفحہ ۵ و ۶ پر بعنوان ”حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب مصری حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کے نقش قدم پر“ جو کچھ لکھا گیا ہے کیا وہ اس کے ساتھ اتفاق کلی رکھتے ہیں؟ کیونکہ بہت ممکن ہے۔ کہ جب اسکی حقیقت ظاہر ہوئی۔ تو وہ اس سے اپنی لاعلمی اور ناواقفی کا بعینہ اظہار کر دیں۔ جیسا کہ انہوں نے ۱۹۳۷ء میں ایک اشتہار میں مدرسہ احمدیہ کی ہیڈ ماسٹری سے علیحدگی کے باوجود ”ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ“ لکھنے کے اعتراض میں ظاہر کی تھی۔ پس اگر مصری صاحب نے ”ینگ اسلام“ کے اس مضمون سے اپنی بے تعلقی و نا اتفاقی ظاہر نہ کی۔ تو یہی سمجھا جائیگا۔ کہ وہ اس سے پوری طرح متفق ہیں۔ اور اس صورت میں جو ان پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ وہ اپنی سابقہ تحریرات کے پیش نظر اس کے جواب کے لئے تیار رہیں۔

نوٹ:۔ یہ اخبار شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کو بذریعہ ڈاک بھیجا جا رہا ہے۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان

صہم میں مولوی محمد علی صاحب نے جس تلبیس کا مظاہرہ کیا ہے اس پر تو انشاء اللہ آئندہ کسی وقت روشنی ڈالوں گا۔ سر دست میں ناظرین کی توجہ اس فقرہ کی طرف منعطف کراتا ہوں۔ جس پر میں نے لکیر ڈال دی ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ”دافع البلاء میں یہ لکھیں کہ مسیح کو مجھ پر فضیلت کلی ہے“۔

یہ مولوی صاحب نے قابل شرم خلاف بیانی کی ہے۔ دافع البلاء حضرت صاحب کی ایک کتاب ہے۔ جس کا حجم قریباً ۲۵-۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں مذکورہ بالا حوالہ جو مولوی صاحب نے اپنی کتاب میں پیش کیا ہے۔ ہر گز نہیں۔ بلکہ اسی کتاب میں وہ حوالہ ہے۔ جو پیغام پارٹی کے عقیدہ کی جڑ کاٹتا ہے۔ یعنی۔ ”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے“۔ (دافع البلاء صہ ۱۳ بار دوئم)

ہماری طرف سے مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج ہے۔ کہ یہی الفاظ جو انہوں نے دافع البلاء کتاب کی طرف منسوب کئے ہیں۔ اس میں دکھلائیں۔ اگر وہ دکھلائیں۔ تو میں انشاء اللہ

خریداران فاروق کی خدمت میں چند ضروری معروضات

یہ کوئی اشتہار نہیں اسکو ضرور پڑھیں

آج میں اپنے کرمفرما خریداران فاروق کی خدمت میں چند ایسی ضروری باتیں پیش کرتا ہوں۔ جن کو جملہ احباب خوب ذہن نشین کرلیں۔ تاکہ آئندہ ان کو کسی قسم کی فاروق کے متعلق شکایت پیدا نہ ہو۔ اور وہ باتیں یہ ہیں:۔

(۱) فاروق خدا کے فضل سے بلاناغہ اپنی مقررہ تاریخوں پر ڈاکخانہ میں باقاعدہ بھیج دیا جاتا ہے۔

(۲) اگر اس روز جبکہ فاروق نے شائع ہونا ہو۔ کوئی عام تعطیل مثلاً اتوار ہو۔ یا کوئی تہوار ہو۔ تو فاروق ایک دن ڈاکخانہ قادیان میں بوجہ تعطیل پڑا رہتا ہے۔ یعنی اگر فاروق کی تاریخ اشاعت جو کہ انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ ہوتی ہے۔ کسی مہینہ میں اتوار کو آجائے جیسا کہ اسی ماہ اپریل ۱۹۳۸ء میں یہ تاریخیں اتوار کی آتی رہیں۔ تو اتوار کو فاروق ڈاکخانہ میں تو بھیج دیا جاتا ہے۔ مگر بوجہ تعطیل ڈاکخانہ سے روانہ نہیں ہوتا۔ وہاں ایک دن پڑا رہ کر سوموار کو روانہ ہوتا ہے۔ پس اس امر کا ضرور لحاظ رکھیں۔ کہ اگر فاروق کی تاریخ اشاعت کے دن کوئی سرکاری تعطیل ہو۔ تو اس صورت میں فاروق ایک دن بعد ڈاکخانہ والے روانہ کرتے ہیں۔ ورنہ ہمیشہ تاریخ پر روانہ ہو جاتا ہے۔

(۳) اگر کسی خریدار کو کسی ہفتہ کا پرچہ نہ ملے۔ تو وہ اول اپنے چٹھی رساں سے دریافت کریں۔ کہ کیوں پرچہ نہیں آیا۔ کیونکہ بعض پوسٹمین اخبارات کے پرچے ادھر ادھر ضائع کر دیتے ہیں۔ یا کسی دوسرے شخص کو دے دیتے ہیں۔ اور ذرا بھی پروا نہیں کرتے۔ کہ اصل خریدار کو اخبار نہ ملنے سے تکلیف ہوگی۔ اور وہ انتظار میں رہے گا۔ اور پھر دفتر فاروق کو ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں۔ کہ اس ہفتہ کا پرچہ نہیں ملا۔ تو ان کو دوبارہ مفت بھیج دیا جائے گا۔ اور ان کے ڈاکخانہ کی شکایت پوسٹماسٹر جنرل کو کی جائے گی۔ اگر ایک ہفتہ کے بعد تیسرے یا چوتھے ہفتہ وہ پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت کریں گے۔ تو ان کو ۲ ر میں پرچہ دوبارہ مل سکے گا۔ بشرطیکہ فائل سے زائد پرچہ موجود ہو۔ اور ۲ ر بذریعہ ٹکٹ ڈاک وہ دفتر فاروق میں بھیجکر پرچہ طلب کر سکتے ہیں۔

فاروق کے متعلق نئی تجویز

(۴) چونکہ آج کل پیغامیاں و مصریاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی طرف سے بڑی سختی کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان اور خلافت کے خلاف "پیغام صلح" و "ینگ اسلام" پیغامیوں کے دو اخباروں میں مضامین نکل رہے ہیں۔ جن کا جواب اور ان کو راہِ راست پر لانے کی اشد ضرورت ہے۔ لیکن فاروق کے صفحات ۱۲ ہونے کی وجہ سے اکثر ضروری مضامین دوسرے تیسرے ہفتے تک ملتوی کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے میری تجویز ہے۔ بشرطیکہ خریداران فاروق پسند فرمائیں۔ کہ فاروق کے چار صفحہ بڑھا دیئے جائیں۔ تو انشاء اللہ ہر دو فتنوں کا سدباب ہوتا رہیگا۔ مگر چار صفحہ بڑھانے پر بوجہ گرانی کاغذ و دیگر مصارف چھپوائی وغیرہ لازمی طور پر زیادہ خرچ ہوگا۔ جو قریباً سال بھر میں پانسو روپیہ کا اضافہ ہو جائے گا۔ اس لئے جملہ خریداران فاروق اس سال کے لئے نہ کہ ہمیشہ کے لئے صرف ۸ر زائد چندہ عطا کریں۔ تو اس تجویز پر عمل شروع کر دیا جائیگا۔ اور یہ آٹھ آنے پیشگی دفتر فاروق میں پہنچانے چاہئیں۔ خواہ بذریعہ منی آرڈر خواہ ہمراہ چندہ عام اپنی جماعت کے سکرٹری مال کے ذریعہ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام خواہ بذریعہ ٹکٹ ڈاک جو صرف ایک ایک پیسہ کے ہوں۔ ارسال کردیں۔ اگر جملہ خریداران فاروق اس تجویز سے متفق ہوں۔ تو اس پر فوراً عمل فرما کر ۸ر زائد بھجوا دیں۔ اور اگر اسی تجویز سے اتفاق نہ ہو۔ تو پھر

دوسری تجویز یہ ہے

(۵) کہ موجودہ خریداران بلا توقف کم از کم صرف ایک ایک نیا خریدار بنا کر اس کا چندہ بھجوا دیں یا وی۔ پی منگالیں۔ تو اس صورت میں ۸ر زائد نہ دینے ہوں گے۔ صرف ڈھائی روپیہ چندہ ہی رہے گا۔ اور فاروق کے صفحات بجائے ۱۲ کے ۱۶ صفحہ کر دیئے جائیں گے۔ بغیر کسی مزید اضافہ کے یہ تجویز دو ہزار خریدار ہو جانے پر عمل میں آسکتی ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اگر دوست ہمت کریں۔ تو ایک ایک خریدار اپنے زیر اثر دوستوں میں سے بنا لینا کوئی مشکل امر نہیں۔ درآنحالیکہ فاروق جیسا سستا اخبار جس میں باقاعدہ خطبہ جمعہ حضرت صاحب ایدہ اللہ بنصرہ بھی ہفتہ وار ملتا رہتا ہے۔ اور دیگر نہایت مفید اور ضروری مضامین تائید سلسلہ اور تردید پیغامیاں اور مصریاں بھی شائع ہوتے ہیں۔ اور ہوتے رہینگے کوئی دوسرا اخبار آج نہیں ہے۔ اور سب موجودہ خریداران فاروق بلا استثناء اگر ایک ایک خریدار دے دیں۔ تو ایک ماہ کے اندر اندر فاروق کی اشاعت دو ہزار ہو سکتی ہے جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ پر احباب کو ارشاد فرمایا تھا۔ کہ "ڈھائی ہزار فاروق کے خریدار ہو جانے چاہئیں"۔ اس ارشاد کی بھی تعمیل ہو جائے گی۔ اور موجودہ فتنہ کی سرکوبی کے لئے بھی جس کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔ فاروق بیش از بیش ہوگا۔ اور جو صاحب وسعت احباب کسی دوسرے کو خریداری کی تحریک کرنا پسند نہ کریں۔ وہ ایک اخبار سال بھر کے لئے کسی پبلک لائبریری کے نام اڑھائی روپیہ چندہ دے کر جاری کرا دیں۔ اس وقت ۵۹ لائبریریاں ایسی ہیں۔ جن کے نام اخبار جاری نہیں سو سے زائد کے نام حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فاروق جاری کرا دیا ہے۔ ۵۹ لائبریریاں ابھی ایسی ہیں۔ جن میں سلسلہ کا کوئی اخبار نہیں جاتا۔ یہ ایک بڑا تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ کہ صرف ڈھائی روپیہ میں سال بھر تک آپ سلسلہ کا پیغام ہزاروں لوگوں تک ان لائبریریوں کے ذریعہ پہنچا کر بڑے ثواب کے مستحق ہو سکتے ہو۔ امید ہے۔ کہ میری ان ضروری معروضات پر احباب فوری توجہ فرما کر جواب باصواب سے مشرف فرما دیں گے۔ تاکہ پہلی یا دوسری تجویز پر جو بھی فاروق کے خریداران کو پسند ہو۔ جلد از جلد عمل شروع کر دیا جاوے۔ پیغامیوں کے اس وقت دو پرچے اس فتنہ کو مشتعل کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔ ان کی اصلاح جس قدر سرعت سے ہو سکے۔ تمام مخلص مبایعین کا فرض اولیں ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کے دلوں کو اس طرف متوجہ کرے۔ اور اس ضرورت کا آپ کو احساس ہو۔ اور آپ کی نصرت فرماوے۔ اور منکرین خلافت و فاسقین جماعت کو اپنے کرم و فضل اور رحم سے صراط مستقیم دکھا کر اس پر قائم کردے۔ آمین۔

(۶) یہ خوب واضح رہے۔ کہ فاروق کا چندہ اس قدر قلیل ہے۔ کہ اس سے فاروق کا موجودہ خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ بوجہ کمی اشاعت جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۹ء کو جلسہ سالانہ پر فاروق کے متعلق تحریک فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ "فاروق میں میرا خطبہ بھی شائع ہوتا ہے۔ اور تحریک جدید کے ان مجاہدین کی رپورٹیں بھی چھپتی رہتی ہیں۔ جو بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ وہ بعض بہت مفید اور دلچسپ ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو ان میں ایسے اعلیٰ درجہ کے معلومات ہوتے ہیں۔ جو جغرافیائی اور تاریخی واقفیت کو بہت بڑھانے والے ہوتے ہیں مگر باوجود ان تمام خوبیوں کے اسکی قیمت صرف ڈھائی روپیہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اڑھائی روپیہ میں اس قسم کے اخبار کا لوگوں کو میسر آجانا غنیمت ہے۔ اور میر صاحب موجودہ زمانہ میں اتنا سستا اخبار لوگوں کو دے کر ذاتی طور پر بہت بڑی قربانی کر رہے ہیں۔ بلکہ درحقیقت وہ اسی قلیل چندہ پر اخبار جاری ہی نہیں رکھ سکتے۔ ...... پس میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اخبار فاروق کے خریدار بنیں"۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل ہر ایک مبایع کا عموماً اور ممبران تحریک جدید کا خصوصاً قومی فرض ہے۔ کہ وہ تحریک جدید کے اخبار کی اشاعت اسی تعداد تک پہنچا دیں۔ جس تعداد کی وہ پانچہزار سپاہیوں والی پیشگوئی ہے۔ کم از کم ان پانچہزار سپاہیوں والی پیشگوئی کے مصداق جو احباب ہیں۔ وہ تو فاروق کی خریداری سے پہلوتہی نہ کریں۔ جس طرح وہ تحریک جدید میں نہایت اخلاص اور شرح صدر سے چندہ دیتے ہیں اس میں صرف اڑھائی روپیہ سالانہ کا تھوڑا سا اضافہ کردیں۔ اور اپنے اسی پرچہ کو خرید لیں۔ اگر ان میں سے بعض کو خود ضرورت نہ ہو۔ تو وہ کسی لائبریری یا غریب احمدی کے نام فاروق جاری کرا دیں۔

اسی غرض سے تو فاروق کا چندہ حضرت صاحب نے نہایت کم اڑھائی روپیہ سالانہ رکھا ہے۔ تاکہ فاروق جماعت میں کثرت سے پھیل جائے۔ اور کوئی لکھا پڑھا احمدی ایسا نہ ہو۔ جو سلسلہ کا اور تحریک جدید کا یہ اخبار فاروق نہ خریدے۔ حضور نے ایک روز خاکسار سے بعد نماز عصر مسجد مبارک میں فاروق کی اشاعت کے متعلق دریافت فرمایا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ ہزار سے کچھ اوپر ہے۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ یہ تعداد ابھی بہت کم ہے۔ اسکی تعداد خریداری تو چار پانچ ہزار تک پہنچ جانی چاہیئے تھی۔ کیونکہ یہ پرچہ بہت سستا ہے۔ اور بہت مفید کام کرتا ہے۔ میرا خطبہ جمعہ بھی باقاعدہ ہر ایک احمدی کو مل جاتا ہے۔ اور دیگر مضامین بھی بہت مفید اور دلچسپ ہوتے ہیں۔ پس دوستو! ہمت کرو۔ ذرا سی توجہ سے فاروق کی تعداد حضور کی منشاء کے مطابق ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسکی توفیق دے۔ آمین۔

الداعی الی الخیر خاکسار ایڈیٹر فاروق۔

مختصر خبریں

—— ناروے میں جرمن اور اتحادی فوجوں کے درمیان شدید جنگ جاری ہے۔ امید ہے کہ اتحادی فوجیں بہت جلد غلبہ حاصل کرلیں گی۔

—— لندن ۲۲ر اپریل۔ ناروے میں تین مقامات پر اتحادی اور جرمن فوجوں میں جنگ ہو رہی ہے۔ اوسلو کے شمال میں اتحادی فوجیں ناروے کی فوجوں سے جا ملی ہیں۔ جرمن افواج کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

—— بخارسٹ ۲۲ر اپریل۔ ہنگری کی سرحدوں پر پھر جرمن افواج کا اجتماع ہو رہا ہے۔ اندیشہ ہے۔ کہ جرمنی رومانیہ پر حملہ نہ کردے۔ یوگوسلاویہ کی سرحد پر بھی جرمن فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔

—— لندن۔ ۲۴ر اپریل۔ کل رات برطانوی طیاروں نے جرمنی۔ ڈنمارک اور ناروے میں جرمن فضائی اڈوں پر کامیاب حملے کئے۔ دو جرمن گشتی جہاز غرق کر دیئے گئے ہیں۔

—— سٹاک ہالم۔ ۲۶ر اپریل ناروے میں لڑائی کے متعلق خبروں سے پتہ لگتا ہے۔ کہ برطانیہ کے جنگی جہاز ٹرانڈہیم کی کھاڑی میں داخل ہو گئے ہیں۔ مگر ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط۔ اس کھاڑی میں داخلہ کے لئے ایک ایسے قلعہ سے گزرنا پڑتا ہے۔ جس پر جرمنی کا قبضہ ہے۔ اور یہاں اس کے کئی زبردست جنگی جہاز موجود ہیں۔

—— لاہور ۲۶ر اپریل۔ ۱۹ر مارچ کو خاکساروں پر پولیس نے جو گولی چلائی تھی۔ اسکی تحقیقاتی کمیٹی نے آج سرکاری شہادت ختم کردی۔ آئندہ اجلاس ۶ر مئی کو ہوگا۔ جب خاکساروں کے گواہ پیش ہوں گے۔

—— لاہور ۲۵ر اپریل۔ شہید گنج کے متعلق لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف پریوی کونسل میں اپیل کی سماعت آج ایک بنچ نے کی۔ اور اپیلانٹ کی بحث سننے کے بعد سکھوں کے وکیل کا جواب سننے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اور فیصلہ محفوظ رکھا۔

—— لنڈن ۲۶ر اپریل۔ ناروے کے کنارے کے آس پاس برطانیہ کا سمندری بیڑہ جرمنوں سے اپنا سکہ منواتا جا رہا ہے۔ آج ایک سخت لڑائی کی خبر پہنچی ہے۔ جس کی تفصیلات ابھی معلوم نہیں ہو سکیں۔

—— لنڈن ۲۶ر اپریل۔ برلین سے جو خبریں ایمسٹرڈم پہنچی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہٹلر کی اپنے مشیروں سے کانفرنسوں کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں ہوم آتا۔ بلکہ زیادہ زور سے جاری ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہٹلر نے جو کچھ سوچا تھا۔ وہ عمل میں نہیں آیا۔

—— لاہور ۲۵ر اپریل۔ پنجاب گورنمنٹ نے پولیس کو ہدایت کی ہے۔ کہ اگر مظاہرہ کے وقت خاکساروں کی طرف سے حملہ کا احتمال ہو۔ تو ان کی طرف سے ابتدا کا انتظار کئے